بحار الانوار

باب ۲۸

بست ہشتم

ظہورِ امامؑ کے وقت کیا ہوگا؟

بروایت مفضلؒ بن عمر

ترجمۂ آیت : اور جو لوگ راہِ خدا میں قتل کیے گئے تم اُن ہرگز مردہ گمان نہ کرو، بلکہ وہ زندہ ہیں اور اپنے پروردگار کے پاس سے رزق پاتے ہیں (۱۶۹) اور وہ اُس سے بہت خوش ہیں جو اللہ نے انھیں اپنے فضل سے عطا فرمایا ہے اور وہ اُن کے بارے میں بہت خوش ہشاش بشاش ہیں جو ابھی اُن سے نہیں ملے اور اُنکے پیچھے رہ گئے ہیں کہ اُن پر نہ کوئی خوف ہوگا اور نہ ہی وہ آزردہ خاطر ہوں گے ۔" (آل عمران ۱۶۹-۱۷۰)

رُجعت کا ذکر قرآن میں ہے

مفضّل نے عرض کیا : مولا ! مگر آپ کے شیعوں میں سے بعض لوگ آپ حضرات کی رجعت کے قائل نہیں ہیں ؟

فقال ع : انّما سمعوا قول جدّنا رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم و نحن سائر الائمۃ نقول :

الآیۃ " وَلَنُذِيقَنَّهُمْ مِّنَ الْعَذَابِ الْأَدْنَىٰ دُونَ الْعَذَابِ الْأَكْبَرِ " (سورۃ السجدۃ آیت ۲۱)

قال الصادق ع : العذاب الادنیٰ ، عذاب الرّجعۃ والعذاب الاکبر ، عذاب یوم القیامۃ ۔

الآیۃ " يَوْمَ تُبَدَّلُ الْأَرْضُ غَيْرَ الْأَرْضِ وَالسَّمَاوَاتُ ۖ وَبَرَزُوا لِلَّهِ الْوَاحِدِ الْقَهَّارِ " (سورۃ ابراہیم آیت ۴۸)

ترجمۂ روایت : آپ نے فرمایا : حالانکہ اُنھوں نے ہمارے جد رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کا قول اور ہم تمام ائمہ کا قول اس آیت کے متعلق سنا ہے :

ترجمۂ آیت : " اور یقیناً ہم انھیں عذاب ادنیٰ کا مزا چکھائیں گے عذابِ اکبر کے علاوہ ۔ " (السجدہ آیت ۲۱)

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ اس آیت میں " عذاب الادنیٰ " سے مراد رجعت کے زمانے کا عذاب ہے ۔ اور " عذاب الاکبر " سے مراد قیامت کے دن کا عذاب ہے ۔ جس میں زمین و آسمان بدل دیے جائیں گے : یعنی

ترجمۂ آیت : " جس دن زمین غیر زمین میں بدل دی جائے گی اور آسمان بھی ، اور سب کے سب *

مفضّل نے عرض کیا : اے میرے مولا ! ہم جانتے ہیں کہ آپ حضرات (گروہ ائمہ) اللہ تعالیٰ کے اس قول :

(الآیۃ) " نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَاءُ " (سورۃ انعام ۸۳)

ترجمہ : " ہم جس کے درجات چاہتے ہیں بلند کرتے ہیں ۔"

نیز فرمایا : " اللَّهُ أَعْلَمُ حَيْثُ يَجْعَلُ رِسَالَتَهُ " (انعام ۱۲۴)

ترجمہ : اللہ ہی سب سے بہتر جانتا ہے کہ وہ اپنی رسالت کو کہاں قرار دیتا ہے

اور نیز فرمایا : " إِنَّ اللَّهَ اصْطَفَىٰ آدَمَ وَنُوحًا وَآلَ إِبْرَاهِيمَ وَآلَ عِمْرَانَ عَلَى الْعَالَمِينَ ۝ ذُرِّيَّةً بَعْضُهَا مِن بَعْضٍ ۗ وَاللَّهُ سَمِيعٌ عَلِيمٌ ۝ " (الآیۃ) (سورۃ آل عمران ۳۳-۳۴)

ترجمہ : " تحقیق اللہ نے آدم کو اور نوح کو اور آل ابراہیم کو اور آل عمران کو تمام جہانوں پر دوفوقیت دیکر ، منتخب (برگزیدہ) فرمایا ۔ اُن میں سے بعض بعضوں کی ذرّیت ہیں اور اللہ سننے والا جاننے والا ہے ۔"

(ان تمام آیات) کے بموجب اللہ کے منتخب بندے ہیں ۔

قال الصادق علیہ السلام : یا مفضل ! فأین نحن فی ھذہ الآیۃ ؟

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا : اے مفضّل ! اس قرآن میں ہمارا ذکر کہاں ہے ؟

مفضّل نے عرض کیا : خدا کی قسم ! یہ مندرجہ ذیل آیات بتاتی ہیں :

پہلی آیت : " إِنَّ أَوْلَى النَّاسِ بِإِبْرَاهِيمَ لَلَّذِينَ اتَّبَعُوهُ وَهَٰذَا النَّبِيُّ وَالَّذِينَ آمَنُوا ۗ وَاللَّهُ وَلِيُّ الْمُؤْمِنِينَ ۝ " (آل عمران ۶۸)

ترجمۂ آیت : " بیشک ابراہیم سے قریب ترین انسانوں میں وہی لوگ ہیں جو اُن کی اور اِس نبی کی اور اُن کی جو ایمان لائے پیروی کرتے ہیں اور اللہ مومنوں کا ولی ہے ۔"

دوسری آیت : " مِّلَّةَ أَبِيكُمْ إِبْرَاهِيمَ ۚ هُوَ سَمَّاكُمُ الْمُسْلِمِينَ ۝ " (الحج : آیت ۷۸)

ترجمہ : (یہ تمہارے باپ ابراہیم کا دین ہے اُس نے تمہارا نام مسلم رکھا ہے)

تیسری آیت : قول حضرت ابراہیم ہے : " وَاجْنُبْنِي وَبَنِيَّ أَن نَّعْبُدَ الْأَصْنَامَ ۝ " (سورۃ ابراہیم ۳۵) یعنی " اور مجھے اور میرے بیٹوں کو بُت پرستی سے اجتناب کی توفیق دے "

اور ہم لوگوں کو معلوم ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے کبھی چشم زدن کے لیے بھی بُت و مورت کی پرستش نہیں کی اور نہ کبھی شرک کیا ۔ نیز اللہ تعالیٰ نے ارشاد فرمایا ہے کہ :

(۱۹۸) مجھے وہ مقام زیادہ پسند ہے جہاں ؟

کتاب فضل بن شاذان میں سعد سے روایت ہے کہ حضرت ابوالائمہ امام علی بن ابو طالب علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ، اور اسی روایت کو سعد نے حضرت ابو محمد امام حسن علیہ السلام سے نقل کیا کہ :

قال ؑ: " لموضع الرّجل فی الکوفة أحبّ الیّ من دار فی المدینة "

" وہ مقام جہاں اس مرد (امام قائم) کا مسکن ہوگا مجھے مدینہ کے گھر سے زیادہ پسند ہے "۔

اور سعد بن اصبغ نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے ۔ آپ فرماتے ہیں کہ:

★ " من کانت له دار بالکوفة فلیتمسّك بها "

" جس کا گھر کوفہ میں ہو وہ اس سے متمسک رہے ، اُسے نہ چھوڑے "

(۱۹۹) امام قائم اُس کو شکست دینگے

اپنے اسناد کے ساتھ حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ :

" یهزم المهدیّ علیه السّلام تحت شجرة اغصانها مدلاة فی الحیرة طویلة "

" حضرت امام مہدی علیہ السلام مقام حیرہ میں ایک گھنے درخت کے نیچے (سفیانی) کو شکست دیں گے ۔ "

(۲۰۰) دو جھاؤ کے درختوں کو نکال کر جلائیں گے ؟

اپنے اسناد کے ساتھ بشیر نبال نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے ۔ آپ نے فرمایا :

قال ؑ " هل تدری اوّل ما یبدء به القائم علیه السّلام ۔ ؟ "

قلت : لا ۔

قال ؑ : یخرج هذین رطبین غضّین فیحرقهما ویذریهما فی الرّیح ویکسر المسجد ۔ ثم ۔ قال ؑ : انّ رسول الله ؐ

قال ؑ عریش کعریش موسیٰ علیه السّلام وذکر انّ مقدم مسجد رسول الله ؐ کان طیناً وجانبه جرید النّخل ۔ "

آپ نے فرمایا ؟ کیا تمھیں معلوم ہے کہ امام قائم ؑ اپنا عمل کہاں سے شروع کریں گے ؟

میں نے عرض کیا : (فرزند رسول ؐ!) مجھے تو علم نہیں ہے ۔

آپ نے فرمایا : " سب سے پہلے اُن دو جھاؤ کے جھاڑوں کو (مدفن) سے نکال کر جلا ڈالیں گے ، اور اُن کی راکھ کو ہوا میں اڑا دیں گے " اس کے بعد مسجد کو مسمار کریں گے ۔

پھر فرمایا : حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا تھا کہ چھپر کا سائبان جیسے حضرت موسیٰ علیہ السلام کا سائبان تھا ۔

پھر فرمایا : مسجد رسول ؐ میں مٹی کا چبوترہ تھا جس کے ایک طرف کھجور کے تنے کا ستون تھا ۔ "

(۲۰۱) چہار دیواری کا انہدام

اور اپنے اسناد کے ساتھ اسحاق بن عمار نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ :

قال ؑ : اذا قدم القائم علیه السّلام وثب ان یکسر الحائط الّذی علی القبر فیبعث الله تعالیٰ ریحاً شدیدة وصواعق ورعوداً حتّی یقول النّاس : انّما ذا لذا ، فیتفرّق اصحابه عنه حتّی لا یبقیٰ معه احد ، فیاخذ المعول بیده ، فیکون اوّل من یضرب بالمعول ثمّ یرجع الیه اصحابه اذا رأوه یضرب المعول بیده ، فیکون ذالك الیوم فضل بعضهم علیٰ بعض ویصلبهما ثمّ ینزلهما ویحرقهما ثمّ یذریهما فی الرّیح

آپ نے فرمایا " جب امام قائم پیشقدمی کریں گے اور قبر کے گرد چہار دیواری کو توڑنے کے لیے آگے بڑھیں گے تو اللہ تعالیٰ شدید آندھی کو گرج وچمک کے ساتھ بھیجے گا ۔ لوگ کہنے لگیں گے کہ یہ (آندھی وغیرہ) اسی وجہ سے ہے ۔ اور آپ کے ساتھی بھی آپ کا ساتھ چھوڑ جائیں گے اور کوئی باقی نہ رہے گا تو آپ کدال (کھدال) خود اپنے ہاتھ میں لیں گے اور آپ پہلے شخص ہوں گے جو اس پر کدال (کھدال) چلائیں گے ۔ پھر آپ کے ساتھی جب یہ دیکھیں گے تو وہ بھی آجائیں گے اور اُس دن جس قدر جلد اور پہلے جو سبقت کرے گا اس کو اتنی ہی فضیلت حاصل ہوگی اور سب ملکر چہار دیواری کو منہدم کر دیں گے پھر دو جھاؤ کے جھاڑوں کو نکال کر جلائیں گے اور اُس کی راکھ ہوا میں اڑا دیں گے ۔ "

باب 27 روایت 200 - 201

" وَاِذِ ابْتَلٰٓى اِبْرٰهٖمَ رَبُّهٗ بِكَلِمٰتٍ فَاَتَمَّهُنَّ ؕ قَالَ اِنِّىْ جَاعِلُكَ لِلنَّاسِ اِمَامًا ؕ قَالَ وَمِنْ ذُرِّيَّتِىْ ؕ قَالَ لَا يَنَالُ عَهْدِى الظّٰلِمِيْنَ ۔ " (سورۂ بقرہ: آیت ۱۲۴)

ترجمۂ آیت: " اور جب ابراہیمؑ کی آزمائش اُن کے رب نے چند کلمات سے کی، اور وہ ان میں پورے اُترے تو اُس (اللہ) نے فرمایا: بیشک میں نے تمھیں لوگوں کا امام قرار دیا۔ اُنھوں (ابراہیمؑ) نے عرض کیا: اور میری اولاد میں سے (کس کو یہ عہدۂ امامت عطا ہوگا؟) اُس (اللہ) نے فرمایا: میرا عہد (یہ عہدۂ امامت) ظالموں کو نہیں پہنچے گا۔ "

اِس آیت میں " عہد " سے مراد عہدۂ امامت ہے جو کسی ظالم کو نہیں ملے گا۔

آپؑ نے فرمایا: اے مفضّل! تمھیں کیسے معلوم کہ ظالم کو عہدۂ امامت نہ ملے گا؟

مفضّل نے عرض کیا: مولا و آقا! میرا امتحان نہ لیجیے، اس کی مجھ میں طاقت نہیں ہے میرے علم کو نہ آزمائیے، اِس لیے کہ یہ علم تو ہمیں آپ ہی حضرات سے ملا ہے آپ حضرات سے تو ہم نے فیض حاصل کیا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے مفضّل! تم سچ کہتے ہو۔ جو نعمت اللہ تعالیٰ نے تمھیں اس سلسلے میں عطا فرمائی ہے اگر تم اس کا اعتراف نہ کرتے تو آج تم ایسے نہ ہوتے۔

پھر فرمایا: اچھا مفضّل! یہ بتاؤ کہ قرآن مجید میں یہ کہاں ہے کہ کافر ظالم ہے؟

مفضّل نے عرض کیا: جی ہاں اے مولا! اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے:

" وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ " (سورۂ البقرۃ آیت ۲۵۴)

اور کافر وہ ہیں جو ظالم ہیں۔

" وَالْكٰفِرُوْنَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ "[1]

" اور کافر ہی وہ ہیں جو فاسق ہیں "

اور جس نے کفر اختیار کیا، فسق کیا یا ظلم کیا اُس کو اللہ تعالیٰ لوگوں کا امام نہیں بنائے گا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے مفضّل! تم نے بڑی اچھی بات کہی۔ اچھا اب یہ بتاؤ کہ تم لوگ ہماری رجعت کے کس طرح قائل ہو جبکہ ہمارے مقصّرین شیعہ تو رجعت کا مطلب یہ سمجھے ہیں کہ اللہ تعالیٰ دنیاوی ملک و سلطنت واپس دے گا

[1] یہ آیت نہیں ہے بلکہ سورۂ مائدہ کی ۴۷ ویں آیت سے مفہوم لیا گیا ہے

اور امام مہدی علیہ السلام کو بادشاہ بنا دے گا۔ مگر ان لوگوں پر وائے ہو ہماری سلطنت اور ہمارا ملک ہم سے چھینا ہی کب گیا جو وہ ہمیں واپس کرے گا۔

مفضّل نے عرض کیا: خدا کی قسم آپ حضرات کی سلطنت اور ملک آپ سے ہرگز چھینا نہیں گیا۔ اس لیے کہ آپ حضرات کا ملک و سلطنت تو نبوّت، رسالت اور وصایت اور امامت ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا: اے مفضّل! اگر ہمارے شیعہ قرآن میں تدبر اور غور و فکر کرتے تو ہمارے فضائل میں کبھی شک نہ کرتے، کیا ان لوگوں نے اللہ تعالیٰ کا یہ قول نہیں سنا ہے:

الآیۃ: " وَنُرِيْدُ اَنْ نَّمُنَّ عَلَى الَّذِيْنَ اسْتُضْعِفُوْا فِى الْاَرْضِ وَنَجْعَلَهُمْ اَئِمَّةً وَّنَجْعَلَهُمُ الْوٰرِثِيْنَ ۙ وَنُمَكِّنَ لَهُمْ فِى الْاَرْضِ وَنُرِىَ فِرْعَوْنَ وَهَامٰنَ وَجُنُوْدَهُمَا مِنْهُمْ مَّا كَانُوْا يَحْذَرُوْنَ ۔ " (سورۂ القصص آیت ۵-۶)

ترجمۂ آیت: " اور ہم نے چاہا کہ جو زمین میں بے بس کیے گئے تھے اُن پر احسان کریں اور اُنھیں امام بنائیں اور اُنھیں وارث قرار دیں۔ اور ہم اُنھیں زمین میں اقتدار بخشیں اور فرعون اور ہامان اور اُن دونوں کے لشکروں کو وہ (عذاب) دکھائیں جس کا اُنھیں ڈر تھا۔ "

واللہ یا مفضّل! انّ تنزیل ھٰذہ الآیۃ فی بنی اسرائیل وتاویلھا فینا وانّ فرعون وھامان تیم و عدیؑ

ترجمہ: خدا کی قسم اے مفضّل! مندرجہ آیت اگرچہ بنی اسرائیل کے قصّے میں نازل ہوئی ہے مگر اس کی تاویل ہم لوگوں میں ہے اور فرعون و ہامان بنی تیم و عدی کے ہیں (یعنی فلان فلان)

مفضّل نے عرض کیا: اے میرے مولا! متعہ کے متعلق آپ کیا فرماتے ہیں؟

قال الصّادقؑ: المتعۃ حلال طلق والشاھد بھا قول اللہ عزّ وجلّ

الآیۃ: " وَلَا جُنَاحَ عَلَيْكُمْ فِيْمَا عَرَّضْتُمْ بِهٖ مِنْ خِطْبَةِ النِّسَآءِ اَوْ اَكْنَنْتُمْ فِىْٓ اَنْفُسِكُمْ ؕ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ سَتَذْكُرُوْنَهُنَّ وَلٰكِنْ لَّا تُوَاعِدُوْهُنَّ سِرًّا اِلَّآ اَنْ تَقُوْلُوْا قَوْلًا مَّعْرُوْفًا ؕ "

(سورۂ البقرۃ ۲۳۵)

عنوان: رجعت کا ذکر قرآن میں — باب 28 ظہور امامؑ کے وقت کیا ہوگا

(۳۱) ائمہ طاہرین علیہم السلام آیاتِ الٰہی ہیں

تفسیر علی بن ابراہیم میں ہے کہ آیۂ:

آیت " سَیُرِیۡکُمۡ اٰیٰتِہٖ فَتَعۡرِفُوۡنَہَا ؕ " (سورۂ نمل ۹۳)

ترجمہ (عنقریب وہ تمھیں اپنی نشانیاں (آیات) دکھلائے گا پس تم ان کو پہچان جاؤ گے۔) (قال امیرالمومنین والائمہ ؑ)

اس آیت میں آیات سے مراد امیرالمومنین علیہ السلام اور جملہ ائمہ طاہرین علیہم السلام ہیں

" اِذا رجعوا یعرفھم اعداؤھم اذا رأوھم والدلیل علی انّ الآیات ھم الائمۃ: قول امیرالمومنین صلوات اللہ علیہ: " ما للّٰہ آیۃ اعظم منّی " فاذا رجعوا الی الدنیا یعرفھم اعداؤھم اذا رأوھم فی الدنیا۔"

ترجمہ روایت: " جب یہ رجعت فرمائیں گے ان کے دشمن انھیں دیکھ کر پہچان لیں گے اور اس بات کی دلیل کہ آیات سے مراد ائمہ طاہرین ؑ ہیں تو امیرالمومنین ؑ کا یہ قول ہے کہ " ما للّٰہ آیۃ اعظم منّی "

یعنی: (اللہ تعالیٰ کی کوئی بھی آیت مجھ سے بڑی نہیں ہے)

جب یہ حضرات دنیا میں رجعت فرمائیں گے تو اُن کے دشمن اُنھیں دیکھ کر پہچان لیں گے۔" (تفسیر علی بن ابراہیم)

(۳۲) قرآن مجید میں حضرت موسیٰ ؑ و فرعون کا قصہ (تمثیلاً)

تفسیر علی بن ابراہیم میں ہے کہ سورۂ قصص میں ہے

" طٰسٓمّٓ ۔ تِلۡکَ اٰیٰتُ الۡکِتٰبِ الۡمُبِیۡنِ ۔ " (قصص ۱-۲)

اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو خطاب کیا اور فرمایا کہ

اے محمدؐ! " نَتۡلُوۡا عَلَیۡکَ مِنۡ نَّبَاِ مُوۡسٰی وَ فِرۡعَوۡنَ بِالۡحَقِّ لِقَوۡمٍ یُّؤۡمِنُوۡنَ ۔ اِنَّ فِرۡعَوۡنَ عَلَا فِی الۡاَرۡضِ وَ جَعَلَ اَہۡلَہَا شِیَعًا یَّسۡتَضۡعِفُ طَآئِفَۃً مِّنۡہُمۡ یُذَبِّحُ اَبۡنَآءَہُمۡ وَ یَسۡتَحۡیٖ نِسَآءَہُمۡ ؕ اِنَّہٗ کَانَ مِنَ الۡمُفۡسِدِیۡنَ ۔ وَ نُرِیۡدُ اَنۡ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا فِی الۡاَرۡضِ

وَ نَجۡعَلَہُمۡ اَئِمَّۃً وَّ نَجۡعَلَہُمُ الۡوٰرِثِیۡنَ ۙ وَ نُمَکِّنَ لَہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ وَ نُرِیَ فِرۡعَوۡنَ وَ ہَامٰنَ وَ جُنُوۡدَہُمَا مِنۡہُمۡ مَّا کَانُوۡا یَحۡذَرُوۡنَ ۔ (قصص: ۱ تا ۶)

ترجمہ آیات: " ہم تمھیں ایماندار لوگوں کے لیے موسیٰ و فرعون کی سچی خبروں میں سے پڑھ کر سناتے ہیں (۳) بیشک فرعون نے (مصر کی) سرزمین میں تکبر کیا اور اس کے باشندوں کو کئی گروہوں میں تقسیم کر دیا۔ اُن میں سے ایک گروہ کو عاجز و کمزور کر رکھا تھا، اُن کے بیٹوں کو ذبح کر دیتا تھا اور ان کی عورتوں کو زندہ رہنے دیتا تھا۔ بیشک وہ فساد کرنے والوں میں سے تھا (۴)"

ان آیات میں اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو موسیٰ اور اُن کے اصحاب پر فرعون کی طرف سے جو کچھ ظلم اور قتل ہوا اس کی خبر دی ہے تاکہ آپؐ کی اُمت کے ہاتھوں آپؐ کے اہل بیتؑ پر جو کچھ ظلم و ستم ہوگا اس پر اُن کو صبر آ جائے۔

پھر تلقین صبر کے بعد اُنھیں خوشخبری بھی سنائی کہ پھر ہم اس کے بعد تمھارے اہل بیتؑ پر اپنا فضل اس طرح ظاہر کریں گے کہ اُنھیں زمین پر اپنا خلیفہ بنائیں گے اور آپؐ کی اُمت پر اُن کو امام قرار دیں گے۔ اور ان ائمہ کو ان کے دشمنوں کے ساتھ دوبارہ دنیا میں بھیجیں گے تاکہ وہ اپنے دشمنوں سے اپنا بدلہ و انتقام لیں۔ چنانچہ اس ضمن میں ارشاد فرمایا ہے:

" وَ نُرِیۡدُ اَنۡ نَّمُنَّ عَلَی الَّذِیۡنَ اسۡتُضۡعِفُوۡا فِی الۡاَرۡضِ وَ نَجۡعَلَہُمۡ اَئِمَّۃً وَّ نَجۡعَلَہُمُ الۡوٰرِثِیۡنَ ۙ وَ نُمَکِّنَ لَہُمۡ فِی الۡاَرۡضِ وَ نُرِیَ فِرۡعَوۡنَ وَ ہَامٰنَ وَ جُنُوۡدَہُمَا

ترجمہ آیت: اور ہم نے چاہا کہ جو زمین میں بے بس کر دیے گئے تھے اُن پر احسان کریں اور اُنھیں امام بنائیں اور اُنھیں وارث قرار دیں۔ اور ہم اُنھیں زمین میں اقتدار بخشیں اور فرعون و ہامان اور اُن دونوں کے لشکروں کو وہ (عذاب) دکھائیں جس کا اُنھیں خوف تھا۔

یعنی مطلب یہ ہے کہ ہم فرعون و ہامان اور ان دونوں کے گروہوں کو۔ یعنی اُن لوگوں کو جنھوں نے آل محمدؐ کا حق غصب کیا ہے " منھم " یعنی آل محمدؐ کی طرف سے " مَا کَانُوۡا یَحۡذَرُوۡنَ " یعنی اُنھیں سزا اور قتل کا منظر دکھائیں۔

ولو کانت ھذہِ الآیۃ نزلت فی موسیٰ و فرعون لقال " ونُری

(۷۶) صِدِّیْقٌ اَنْتَ : ؟

سعد نے موسیٰ بن عمر سے، اُنھوں نے عثمان بن عیسیٰ سے، اُنھوں نے خالد بن یحییٰ سے روایت کی ہے۔ اور خالد بن یحییٰ کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے دریافت کیا کہ: کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم نے ابوبکر کا نام صدیق رکھا تھا؟

فقال: نعم انہ حیث کان معہ ابوبکرٌ فی الغار، قال رسول اللہؐ

اِنّی لَاَرٰی سفینۃ بنی عبد المطلب تضطرب فی البحر ضالّۃ، فقال لہ ابوبکرٌ: وانّک لتراھا؟ قال: نعم!

فقال: یا رسول اللہؐ تقدر ان ترینیھا؟

فقال: ادن منّی، فدنا منہ فمسح یدہ علی عینیہ

ثمّ قال لہ: انظر، فنظر ابوبکرٌ فرای السفینۃ تضطرب فی البحر، ثمّ نظر الی قصور اھل المدینۃ۔

فقال فی نفسہ: الآن صدّقت انّک ساحرٌ۔

فقال لہ رسول اللہؐ: صِدِّیْقٌ اَنْتَ۔

فقلت: لم سمّی عمرؓ الفاروق؟

قال: نعم الا تریٰ انّہ قد فرّق بین الحقّ والباطل واخذ النّاس بالباطل۔

فقلت: فلم سمّی سالمًا الامین؟

قال: لمّا ان کتبوا الکتب، ووضعوھا علیٰ ید سالم۔ فصار الامین

قلت: اتّقوا دعوۃ سعد؟

قال: نعم،

قلت: وکیف ذلک؟

قال: ان سعدًا یکرّ فیقاتل علیًّا علیہ السّلام "

(ترجمہ)

آپ نے فرمایا: ہاں۔ اس لیے کہ وہ غار میں اُن کے ساتھ تو رسول اللہؐ نے فرمایا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ بنی عبدالمطّلب کا سفینہ سمندر میں ادھر اُدھر بھٹکتا پھر رہا ہے۔

ابوبکرؓ نے کہا: کیا واقعاً آپ نے ایسا دیکھا ہے؟ آپ نے فرمایا: ہاں۔

حضرت ابوبکرؓ نے کہا: یا رسول اللہؐ! آپ مجھے بھی دکھا سکتے ہیں؟

آپ نے فرمایا: میرے قریب آؤ۔

جب حضرت ابوبکرؓ قریب گئے تو آپ نے اپنا دستِ مبارک اُن کی آنکھوں پر پھیرا اور فرمایا: اب دیکھو۔

حضرت ابوبکرؓ نے دیکھا کہ ایک سفینہ ہے جو سمندر میں اِدھر اُدھر ہچکولے کھا رہا ہے۔ پھر آگے نظر ڈالی تو مدینہ کے مکانات نظر آنے لگے۔ تو حضرت ابوبکرؓ نے اپنے دل میں کہا اب میں سمجھ گیا کہ آپ سچ مچ جادوگر ہیں۔

حضرت رسول خداؐ نے فرمایا: صدیق تو تم ہو۔

راوی نے دریافت کیا: فرزند رسولؐ! اور آنحضرتؐ نے حضرت عمرؓ کو فاروق کیوں کہا؟

آپ نے فرمایا: ہاں، اس لیے کہ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اُنھوں نے حق و باطل کو جدا جدا کر دیا اور لوگوں نے باطل اختیار کر لیا۔

پھر عرض کیا: اور "سالمؓ" کو امین کیوں فرمایا؟

آپ نے فرمایا: اس لیے کہ جب لوگ کوئی تحریر بھیجتے تو اُسے آپ سالمؓ کے حوالے کر دیتے اس لیے وہ امین کہلاتے۔

میں نے عرض کیا: آنحضرتؐ نے فرمایا کہ سعد کی آواز پر لبیک کہنے سے بچو؟ ایسا کیوں فرمایا؟

آپ نے فرمایا: ہاں۔ یہ اس لیے فرمایا کہ سعد دوبارہ اس دنیا میں واپس آکر حضرت علیؑ سے مقابلہ کرے گا۔" (منتخب البصائر)

(۷۷) امام رضاؑ سے پوچھا گیا کہ ...؟

محمد بن حمیری نے اپنے والد سے، اُنھوں نے علی بن سلیمان بن رشید سے اُنھوں نے حسن بن علی خزاز سے روایت کی ہے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ علی ابن ابی حمزہ حضرت امام علی رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور کہنے لگا: کیا آپ امام ہیں؟

آپ نے فرمایا: ہاں۔

اُس نے کہا: مگر میں نے آپ کے جد حضرت جعفر بن محمدؑ کو فرماتے ہوئے سنا کہ امام وہی ہوگا جس کے کوئی اولاد اور عقب ہو۔ (لا یکون الامام الّا ولہ عقب؟)

فقال: اَنسیت یا شیخ ام تناسیت؟ لیس ھکذا، قال جعفرؑ انّما۔

مقاتلہ و جنگ کرے ۔ جو شخص اس امر کا اعتقاد رکھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے ملاقات کرے گا کہ عثمان مظلوم قتل ہوا تو اس کی ملاقات اللہ سے اس حال میں ہوگی کہ اللہ اس پر غضبناک ہوگا خواہ وہ دجّال کے زمانے کو نہ پائے ۔

ایک شخص نے عرض کیا، یا امیر المؤمنینؑ! خواہ وہ دجّال کے زمانے سے پہلے ہی مرجائے ؟

آپ نے فرمایا، ہاں! وہ دجّال کے زمانے میں دوبارہ زندہ کیا جائے گا اور قبر سے اُٹھایا جائے گا اور وہ دجّال پر ایمان لائے گا تو اس کو ذلیل کیا جائے گا۔" (منتخب البصائر)

(۹۳) جنابِ فاطمہ زہراؑ کا انتقام لیا جائیگا ؟

ماجیلویہ نے اپنے چچا سے، اُنھوں نے برقی سے، اُنھوں نے اپنے والد سے، اُنھوں نے محمد بن سلیمان سے، اُنھوں نے داود بن نعمان سے، اُنھوں نے عبدالرحیم قصیر سے روایت کی ہے کہ اُنھوں نے کہا کہ مجھ سے حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے بیان فرمایا کہ

" اما لو قد قام قائمنا لقد ردت الیه الحمیرا حتی یجلدها الحد وحتی ینتقم لابنة محمد فاطمة ع منها ۔" الی آخر ما مر فی باب سیاق ۴ "

ترجمہ : " جب ہمارے امام قائم علیہ السلام کا ظہور ہوگا تو حمیرا اُن کے پاس لائی جائے گی، وہ اس پر حد جاری کریں گے اور فاطمہ بنتِ محمدؐ کا اس سے انتقام لیں گے ۔ ۔ ۔ ۔ وغیرہ وغیرہ ۔ (علل الشرائع)

(۹۴) جمادی و رجب میں بارش

عبدالکریم خثعمی نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے

قال ع : اذا آن قیام القائم مطر الناس جمادی الآخرة وعشرة ایام من رجب مطرا لم تر الخلائق مثله فینبت اللہ به لحوم المؤمنین و ابدانهم فی قبورهم ، وکانی انظر الیهم مقبلین من قبل جهینة ، ینفضون شعورهم من التراب ۔"

آپ نے فرمایا:" جب امام قائم علیہ السلام کے ظہور کا وقت آئے گا تو جمادی الآخری اور ماہ رجب کی دس تاریخ تک ایسی بارش ہوگی کہ ایسی بارش دنیا نے کبھی

نہ دیکھی ہوگی جس سے قبروں کے اندر مومنین کے جسموں پر گوشت اُگ آئیں گے ۔ اور گویا میں دیکھ رہا ہوں کہ وہ جہینہ کی طرف سے اپنے سروں سے خاک جھاڑتے ہوئے چلے آرہے ہیں۔" (الارشاد)

(۹۵) امام قائمؑ کے ساتھ مالکِ اشتر بھی ہونگے

مفضل بن عمر نے حضرت ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے

قال ع : " یخرج مع القائم علیہ السلام من ظهر الکوفة سبع وعشرون رجلا خمسة عشر من قوم موسی علیہ السلام الذین کانوا یهدون بالحق وبه یعدلون " (الاعراف: ۱۵۹) وسبعة من اهل الکهف ، ویوشع بن نون وسلمان وابو دجانة الانصاری والمقداد ومالک الاشتر ، فیکونون بین یدیه انصارا وحکاما "

ترجمہ : " فرمایا، امام قائم علیہ السلام کے ساتھ پشتِ کوفہ سے ستائیس اشخاص ظہور کریں گے جن میں سے پندرہ اشخاص قوم موسیٰؑ کے ہوں گے جن کے لیے قرآن میں ارشاد ہے: ومن قوم موسی امة یهدون بالحق وبه یعدلون ؛

یعنی (اور موسیٰؑ کی قوم میں سے ایک گروہ ہے جو حق کے مطابق ہدایت کرتا ہے اور اسی حق کے مطابق انصاف کرتا ہے۔) (اعراف : ۱۵۹)

اور سات اشخاص اصحابِ کہف کے اور حضرت یوشع بن نون و حضرت سلمان و حضرت ابودجانہ انصاری و حضرت مقداد اور حضرت مالک اشتر علیہم السلام ہوں گے ۔ (اعلام الوریٰ ۔ الارشاد)

(۹۶)

احمد بن (محمد بن سعید) نے یحییٰ بن زکریا سے، اُنھوں نے یوسف بن کلیب سے، اُنھوں نے ابن بطائنی سے، اُنھوں نے ابن حمید سے، اور اُنھوں نے ثمالی سے اور ثمالی نے حضرت ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ

قال ع : لو قد خرج قائم آل محمد لنصره اللہ بالملائکة واول من یتبعه محمد وعلی الثانی الی آخر ما مر." (غیبۃ نعمانی)

آپ نے فرمایا: " جب قائم آلِ محمدؐ ظہور کریں گے تو اللہ تعالیٰ ملائکہ کو اُن کی نصرت کے لیے بھیجے گا۔ اور سب سے پہلے حضرت محمدؐ اور دوسرے حضرت علیؑ اُن کے ساتھ ہوں گے۔ وغیرہ وغیرہ

ج: 29 صفحہ 626 - 627

کاندھا دیتے اور کبھی بائیں کو؟ آپ نے فرمایا اس وقت میرا ہاتھ جبرئیل کے ہاتھ میں تھا وہ جدھر لیجاتے تھے میں جاتا تھا۔ لوگوں نے عرض کیا آپ نے خود ان کے غسل کا حکم دیا اور ان کی نماز جنازہ پڑھی، انہیں قبر میں اتارا اور اس کے باوجود آپ نے فرمایا کہ سعد چند باتوں میں ماخوذ ہیں؟ آپ نے فرمایا ہاں۔ ان کا برتاؤ اپنی اہل خانہ کے ساتھ اچھا نہ تھا۔

بحمد اللہ "جزاول" کا ترجمہ تمام

الھمہ صل علی محمد وآل محمد

مورخہ ۲ رجب ۱۴۱۲ھ

بمطابق روز چہار شنبہ ۸ جنوری ۱۹۹۲ء

احقر العباد سید حسن امداد ممتاز الافاضل غازی پور

نہ کردیا پھر فرمایا ایہا الناس لو میں نے اپنے چچا کی لڑکی کا نکاح مقداد سے کر دیا تاکہ اس کی بنیاد پڑ جائے۔

(۵) میرے والد رحمہ اللہ نے روایت کی کہ سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے عبدالرحمن بن ابی نجران سے انہوں نے عبداللہ بن سنان سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی راوی کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ قسامت (طالبان خون کی ایک جماعت پچاس آدمیوں کی قسم جب کہ ان کے پاس کوئی گواہ نہ ہو اور وہ قاتل کو پہچانتے ہوں) کے متعلق سوال کیا تو آپ نے فرمایا اگر یہ نہ ہو تو ایک دوسرے کو قتل کرنے لگے اور کچھ نہ رہ جائے۔ یہ قسامت ایک احاطہ ہے جس میں سب کا تحفظ ہے۔

(۶) میرے والد نے روایت کی ہے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ برقی سے انہوں نے محمد بن علی سے انہوں نے محمد بن احمد سے انہوں نے ابان بن عثمان سے انہوں نے اسماعیل جعفی سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے عرض کیا کہ مغیرہ کا خیال ہے کہ حائضہ جس طرح روزے کی قضا کرے گی اسی طرح نماز کی بھی قضا پڑھے گی۔ آپ نے فرمایا اس کو کیا ہو گیا ہے اللہ اس کو توفیق نہ دے۔ دیکھو کہ عمران کی زوجہ نے کہا کہ **انی نذرت لک مافی بطنی محررا** (اے میرے پالنے والے میرے پیٹ میں جو بچہ ہے اس کو میں دنیا کے کاموں سے آزاد کر کے تیرے نذر کرتی ہوں) سورہ آل عمران۔ آیت نمبر ۳۵ اور مسجد کے لئے آزاد کیا ہوا اس سے کبھی نہیں نکلتا جب وہ مریم کو جن چکیں تو **قالت رب انی وضعتها انثیٰ والله اعلم بما وضعت ولیس الذکر کالانثیٰ** (بولیں اے میرے پروردگار اب میں کیا کروں میں نے تو یہ لڑکی جنی ہوں اور اللہ کو خوب معلوم ہے کہ کیا پیدا ہوئی ہے اور لڑکا لڑکی جیسا گیا گذرا نہیں ہوتا) سورہ آل عمران۔ آیت نمبر ۳۶ الغرض جب وہ جن چکیں تو اس کو مسجد میں داخل کر دیا پس جب وہ وہاں پل بڑھ کر پوری عورت ہو گئیں تو انہیں مسجد سے نکالا تو انہوں نے ایام حیض ہی کہاں دیکھے جس زمانے کی نماز وہ قضا پڑھتیں ان پر تو واجب تھا کہ سارے زمانے مسجد میں رہتیں۔

(۷) میرے والد رحمہ اللہ نے روایت کی ہے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے محمد بن عیسیٰ بن عبید سے انہوں نے یونس بن عبدالرحمن سے انہوں نے عبدالحمید سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ جو اللہ تعالیٰ کا ذکر کرے گا اس کے نامہ اعمال میں دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی اور جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ذکر کرے گا اس کے نامہ اعمال میں بھی دس نیکیاں لکھ دی جائیں گی اس لئے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کے ذکر کو اپنے ذکر سے وابستہ کر لیا ہے۔

(۸) میرے والد رحمہ اللہ نے روایت کی ہے سعد بن عبداللہ سے انہوں نے احمد بن محمد بن عیسیٰ سے انہوں نے علی بن حکم سے انہوں نے علی بن اسباط سے انہوں نے ہمارے اصحاب میں سے ایک شخص سے جو خراسان کا رہنے والا تھا اس نے اس حدیث کو مرفوع کیا حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف کہ اللہ تعالیٰ کو علم ہے کہ ایک مومن کے لئے گناہ کرنا تکبر سے زیادہ بہتر ہے اور اگر ایسا نہ ہوتا تو کوئی مومن گناہ میں نہ مبتلا ہوتا۔

(۹) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے عبداللہ بن جعفر حمیری نے روایت کرتے ہوئے احمد بن محمد سے انہوں نے احمد بن محمد بن ابی نصر سے انہوں نے ابان بن عثمان سے انہوں نے محمد حلبی سے انہوں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے ایک وہ مشت خاک جس سے اس نے آدم کو پیدا کیا منگوائی تو اس کے لئے حضرت جبرئیل کو بھیجا کہ جاؤ زمین سے ایک مشت خاک لاؤ زمین نے کہا کہ میں اللہ کی پناہ چاہتی ہوں اس سے کہ تم مجھ میں سے کچھ لو۔ یہ سن کر حضرت جبرئیل واپس گئے اور عرض کی پروردگار اس زمین نے تو مجھ سے تیری پناہ چاہی۔ یہ سن کر اللہ تعالیٰ نے حضرت اسرافیل کو بھیجا مگر زمین نے ان سے بھی یہی کہا۔ پھر میکائیل کو بھیجا ان سے بھی یہی کہا تو آخر میں اللہ تعالیٰ نے ملک الموت کو بھیجا ان سے بھی زمین نے اللہ کی پناہ چاہی کہ وہ اس میں کچھ نہ لیں تو ملک الموت نے کہا کہ میں بھی

اللہ کی پناہ چاہتا ہوں کہ بغیر تجھ میں سے کچھ لئے ہوئے خالی ہاتھ واپس جاؤں آپ نے فرمایا کہ آدم کو آدم اسی لئے کہا جاتا ہے کہ وہ زمین کی سطح (یعنی چہرے) کی مٹی سے پیدا ہوئے۔

(۱۰) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ نے روایت کرتے ہوئے اپنے چچا محمد بن ابی القاسم سے انہوں نے احمد بن ابی عبداللہ سے انہوں نے اپنے باپ سے انہوں نے محمد بن سلیمان سے انہوں نے داؤد بن نعمان سے انہوں نے عبدالرحیم قصیر سے انہوں نے کہا کہ ایک مرتبہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب ہمارے قائم قیام کریں گے تو ایک عورت کو ان کی طرف واپس بھیجا جائے گا تاکہ وہ اپنی حد جاری کریں اور محمد کی بیٹی فاطمہ کا ان سے انتقام لیں میں نے عرض کیا میں آپ پر قربان ان پر حد کوڑے کیوں لگائیں گے؟ فرمایا اس لئے کہ انہوں نے ام ابراہیم پر جھوٹ اور تہمت لگائی تھی میں نے عرض کیا پھر اس حد اور سزا کو اللہ تعالیٰ نے حضرت امام قائم کے لئے کیوں مؤخر کر دیا؟ آپ نے فرمایا اس لئے اللہ تعالیٰ نے محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو رحمت کے لئے مبعوث فرمایا تھا اور امام قائم کو بھیجے گا تو سختی اور سزا کے لئے۔

(۱۱) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ عطار نے روایت کرتے ہوئے محمد بن احمد سے انہوں نے علی بن ابراہیم مشرقی سے یا کسی دوسرے شخص سے اور اس نے یہ حدیث مرفوع کی کہ اور کہا کہ ایک مرتبہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا گیا انسان کی سعادت اس میں ہے کہ اس کے دونوں رخسار ہلکے ہوں آپ نے فرمایا اس میں کون سی سعادت ہے اصل سعادت اس میں ہے کہ اس کے دونوں جبڑے تسبیح کی وجہ سے ہلکے ہوں۔

(۱۲) بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن رحمہ اللہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن حسن صفار نے روایت کرتے ہوئے ابراہیم بن ہاشم سے انہوں نے اسماعیل بن مرار سے انہوں نے یونس بن عبدالرحمن سے انہوں نے زرعہ سے انہوں نے سماعہ سے انہوں نے کہا کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ تم بیت الخلاء میں جاؤ اور قضائے حاجات کرو اور آبدست نہ لو پھر وضو کر لو اور استنجا کرنا (آبدست) بھول جاؤ اور نماز پڑھنے کے بعد تمہیں آبدست و استنجا یاد آئے تو تم پر اعادہ واجب ہے۔ اور اگر تم نے پانی توڑا (؟) اور عضو تناسل کو دھونا بھول گئے یہاں تک کہ تم نے نماز بھی پڑھ لی تو تم پر عضو تناسل کا دھونا اور وضو سب واجب اس لئے کہ پیشاب بھی پاخانہ کے مانند ہے۔

(۱۳) میرے والد رحمہ اللہ نے فرمایا کہ بیان کیا مجھ سے علی بن ابراہیم نے روایت کرتے ہوئے اپنے باپ سے انہوں نے صالح بن سعید سے انہوں نے یونس سے انہوں عبداللہ بن سنان سے ان کا بیان ہے کہ ایک مرتبہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے عرض کیا کہ چند لوگوں نے شراکت میں ایک کنیز خریدی اور اپنے میں سے کسی کو امانت دار بنایا اور کنیز اس کے حوالے کر دی اس نے اسی کنیز سے مباشرت کر لی؟ آپ نے فرمایا اس پر حد جاری کی جائے گی اور جتنے کوڑے چھوڑ دیئے جائیں گے جتنا اس کنیز میں اس کا حصہ ہے پھر اس کنیز کو فروخت کر دیا جائے گا پھر اگر یہ کنیز جتنے میں خریدی گئی ہے اس سے کم قیمت پر فروخت ہوتی ہے تو خرید اور فروخت دونوں قیمتوں میں جو قیمت زائد ہے وہ اس کو دینا لازم ہے اسی لئے کہ اس نے اپنے شرکاء کا نقصان کیا اور اگر خرید کرتے وقت سے وطی کے دن تک اس کی قیمت زیادہ دی گئی تھی تو اس کو وہ زیادہ قیمت دینی پڑے گی اس لئے کہ اس نے کنیز کو خراب کر دیا۔

(۱۴) بیان کیا مجھ سے محمد بن علی ماجیلویہ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن یحییٰ نے انہوں نے کہا کہ بیان کیا مجھ سے محمد بن احمد نے روایت کرتے ہوئے محمد بن حسین سے انہوں نے محمد بن اسلم جبلی سے انہوں نے عاصم بن حمید سے انہوں نے محمد بن قیس سے انہوں نے امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے اس کا بیان ہے کہ میں نے آپ جناب سے دریافت کیا کہ ایک شوہردار عورت ہے اس نے زنا کیا اور حاملہ ہو گئی جب بچہ ہوا تو اسے پوشیدہ طور سے قتل کر دیا۔ آپ نے فرمایا اس کو بچہ کو قتل پر سو کوڑے لگائے جائیں گے نیز اس کو رجم کیا جائے گا اس لئے وہ شوہر دار تھی۔

صفحہ 470 - 471

ایک ہی جلد میں دو حصے صفحہ 703 باب 385 نادر علل اسباب

اردو ترجمہ

حق الیقین

جلد اوّل

مصنفہ

علامہ سید محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ

مترجمہ

جناب سید بشارت حسین صاحب

ناشر

مجلس علمی اسلامی

(پاکستان)

دیں گے۔ پھر اُس کے بعد میرے لیے یہ ارادہ کیا۔ جب ان لوگوں نے یہ سُنا تو خدمت آنحضرتؐ میں آکر قسم کھائی کہ ایسا ارادہ ہم نے نہیں کیا ہے اُس وقت خداوندِ عالم نے یہ آیت بھیجی یحلفون باللہ ما قالوا ولقد قالوا کلمۃ الکفر وکفروا بعد اسلامھم وھموا بما لم ینالوا وما نقموا الا ان اغنٰھم اللہ ورسولہ من فضلہ فان یتوبوا یک خیراً لھم وان یتولوا یعذبھم اللہ عذاباً الیماً فی الدنیا والاخرۃ وما لھم فی الارض من ولی ولا نصیر یعنی وہ لوگ خدا کی قسم کھاتے ہیں کہ جو باتیں اُن سے منسوب کی جاتی ہیں۔ انھوں نے نہیں کیا ہے حالانکہ یقیناً کلمۂ کفر کہا ہے اور اپنے اسلام کا اظہار کرنے کے بعد کافر ہوگئے اور اُس امر کا ارادہ کیا جس میں کامیاب نہیں ہوتے۔ مفسران عامہ میں سے کلبی اور مجاہد نے کہا ہے کہ اس سے مراد یہ ہے کہ آنحضرتؐ کے اونٹ کو بھڑکا دیں اور حضرت کو ہلاک کر دیں اور دینِ اسلام میں کوئی عیب نہ پیدا کر سکے۔ مگر یہ کہ خدا اور اس کا رسُول ان کو اپنے فضل سے غنی کرتے ہیں۔ لہٰذا اگر وُہ توبہ کریں تو اُن کے لیے بہتر ہے۔ اور اگر حق سے پیٹھ پھیریں تو خداوندِ عالم ان پر دنیا و آخرت میں دردناک عذاب کریگا۔ اور زمین میں ان کا نہ کوئی دوست رہے گا نہ مددگار۔ اور حذیفہ کی طولانی حدیث میں مذکور ہے کہ اس گھاٹی کا نام ہرش تھا۔ حضرتؐ نے مجھ کو اور عمار کو بُلایا اور مجھ کو حکم دیا کہ ناقہ کی مہار کھینچوں اور عمار کو حکم دیا ناقہ کو پیچھے سے ہنکائیں جب ہم اُس درّہ کے قریب پہنچے تو وہ چودہ[۱۴] منافقین جو ڈبّوں کو ریت سے بھرے ہوئے ناقہ کے پیچھے آتے تھے اُن ڈبّوں کو ناقہ کے پیر کے نیچے پھینکا قریب تھا کہ ناقہ بھاگے۔ حضرتؐ نے اُس کو سختی سے فرمایا کہ ساکن رہ تجھ کو کوئی خوف نہیں ہے اُس وقت خدا نے ناقہ کو فصیح عربی ظاہر کرنے والی گویائی عطا فرمائی۔ اُس نے عرض کی یا رسُول اللہؐ خدا کی قسم میں ہاتھ کو ہاتھ کی جگہ سے اور پیر کو پیر کی جگہ سے حرکت نہ کروں گا جب تک آپ میری پُشت پر ہیں۔ جب ان ملعونوں نے دیکھا کہ ناقہ نہیں بھاگتا۔ تو نزدیک آئے تاکہ ناقہ کو گرا دیں۔ اُس وقت میں نے اور عمار نے اپنی تلواریں کھینچیں اور اُن کی طرف بڑھے۔ رات بہت اندھیری تھی الغرض وہ ناامید ہوگئے۔ اُس ظلم سے جس کا انھوں نے ارادہ کیا تھا۔ اُسی وقت بجلی چمکی حذیفہ نے ان سب کو پہچان لیا اور کہا قریش میں سے نو[۹] اشخاص تھے۔ اوّل و دوم و سوم، طلحہ، عبدالرحمٰن بن عوف، سعد بن ابی وقاص، ابوعبیدہ جراح، مُعاویہ بن ابی سفیان، عمرو عاص اور پانچ افراد دوسرے تھے ابوموسیٰ اشعری، مغیرہ بن شعبہ، اوس بن خدثان، ابوہریرہ اور ابوطلحہ انصاری[۱]

---

[۱] مولف فرماتے ہیں کہ حدیث حذیفہ اگرچہ بہت فائدوں پر مشتمل ہے لیکن بہت طولانی ہے جو اس رسالہ کے لیے مناسب نہیں اور اس بارے میں تمام حدیثیں بھی بہت ہیں اور جو کچھ میں نے درج کیا ہے انصاف پسند کے لیے کافی ہے۔ ۱۲

کہ اُن حضرتؑ کی خدا و رسولؐ سے وہ محبّت ہے جس کے سبب سے وہ حضرتؑ ہرگز اُن کی مخالفت اختیار نہیں کر سکتے اور اُن کی راہ میں نہایت خوشی و رغبت سے اپنی جان و مال کو فدا کر سکتے ہیں اور خدا و رسولؐ کی آنحضرتؑ سے محبت سے یہ مُراد ہے کہ ہر معاملہ میں اور تمام حالات میں اور ہر پہلو سے وہ حضرتؑ ان کے محبوب ہیں اور یہ دونوں باتیں عصمت کے مرتبہ کے لیے لازم ہیں اور عصمت امامت کے لیے لازم ہے۔ جیساکہ مکرّر مذکور ہوا۔ اور اگر دوسرے طریقے کے ساتھ گفتگو کریں اور کہیں کہ محبّت یا تو تمام پہلوؤں سے ہے یا محبت فی الجملہ مراد ہے تو محبت فی الجملہ ایمان کی حیثیت سے ہر مومن کے ساتھ ہے۔ پھر یہ خصوصیت بلاوجہ ہے اور ہر پہلو کے ساتھ عصمت کو لازم قرار دیتی ہے کیونکہ ہر ترجیح دینے والی ہر صفت سے موصُوف ہونا اس کا مستلزم ہے کہ اس وجہ سے اُن کو دوست نہیں رکھتے اور اگر ہم ان مراتب سے بھی قطع نظر کریں تب بھی اس میں شک نہیں کہ البتّہ فضیلت و منقبت عظیم آنحضرتؑ کے لیے ہے لہٰذا اُن حضرتؑ پر غیر کو مقدم کرنا ترجیح مرجوح اور جاننے والے صاحب عقل کے نزدیک محال ہے۔

۲۔ یہ کہ تھوڑے تامل کے بعد صاحب عقل پر پوشیدہ نہیں رہتا کہ جب علم ابوبکر اور اس کے بعد عمر کو دیا گیا اور اُن کے بھاگنے سے آنحضرتؐ آزردہ ہوتے اُس کے بعد فرماتے ہیں کہ کل علم اُس شخص کو دُوں گا۔ جو ان صفتوں کا مالک ہوگا۔ اور اُس کے ہاتھ پر فتح ہوگی تو یقیناً وہ شخص چاہیئے کہ تمام صفتوں سے مخصُوص ہو اور وہ صفتیں اُن لوگوں میں نہ ہوں جو ہزیمت کھا کر بھاگ آتے اور اگر آنحضرتؐ بجائے ان صفتوں کے فرماتے کہ کل عَلَم اُس شخص کو دُوں گا جو مکّہ والوں میں سے ہوگا۔ اور قریشی ہوگا۔ باوجودیکہ یہ دونوں صفتیں اُن دونوں حضرات میں موجود تھیں جو پہلے عَلَم لے کر گئے تھے، یہ قول بلاغت کے خلاف تھا۔ لہٰذا اِس جگہ سے معلوم ہوا کہ ابوبکر و عمر خدا کے دوست نہ تھے اور خدا و رسولؐ ان کو دوست نہیں رکھتے تھے اور اس میں شک نہیں یہ امر مرتبۂ خلافت و امامت کے مُنافی ہے۔ کیسے ہو سکتا ہے کہ کوئی شخص مومن ہو اور خدا و رسُولؐ کو دوست نہ رکھے حالانکہ خدا فرماتا ہے والذین اٰمنوا اشدّ حبًّا للّٰہ۔ جو لوگ ایمان لائے ہیں وہ خدا سے محبت میں بہت زیادہ ہیں۔ بہ نسبت مشرکوں کے جو بتوں کی محبت رکھتے ہیں۔ نیز فرمایا ہے کہ اگر خدا کو دوست رکھتے ہو تو میری (رسُولؐ) کی پیروی کرو تو خدا بھی تم کو دوست رکھے گا۔ یہ بھی لازم آتا ہے کہ خداوندِ عالم نے ان کی کوئی عبادت قبول نہیں کی۔ کیونکہ خداوندِ عالم اُن لوگوں کو دوست رکھتا ہے جو اس کی راہ میں جنگ کرتے ہیں اور فرمایا ہے کہ خدا توبہ کرنے والوں کو دوست رکھتا ہے اور پاک و طاہر لوگوں کو۔ لہٰذا ان کا جہاد اور شرک سے توبہ کرنا اور اُن کا پاک ہونا جس معنی سے ہو لیکن پھر بھی نہ وہ صابروں سے تھے اور نہ پرہیزگاروں سے اور نہ توکّل کرنے والوں سے اور نہ محسنین سے نہ مقسطین سے کیونکہ

*

کیونکہ وہ حق و باطل کے جدا کرنے والے ہیں اور ابنِ عمر سے روایت کی ہے کہ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ جس نے علیؑ سے جدائی اختیار کی تو وہ مجھ سے جدا ہوا اور جو مجھ سے جدا ہوا وہ خدا سے جدا ہو گیا۔ اور ابوایوبؓ انصاری سے روایت کی ہے کہ جنابِ رسولِ خداؐ نے عمار سے فرمایا کہ اگر تم دیکھو کہ علیؑ ایک وادی کی طرف جا رہے ہیں اور لوگ دوسری وادی کی طرف جا رہے ہیں تو تم علیؑ کے ساتھ جاؤ اور لوگوں کو چھوڑ دو۔ کیونکہ وہ تم کو ضلالت میں داخل نہ کریں گے۔ اور ہدایت سے باہر نہ لے جائیں گے۔ اور ابوذر نے ام سلمہ سے روایت کی ہے کہ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا علیؑ حق کے ساتھ ہیں اور حق علیؑ کے ساتھ ہے اور وہ آپس سے جدا نہ ہوں گے، یہاں تک کہ میرے پاس حوضِ کوثر پر پہنچیں۔ نیز اسی مضمون کو عائشہؓ سے روایت کی ہے اور ابن ابی الحدید نے کہا ہے کہ یہ حدیث میرے نزدیک ثابت ہے کہ جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا کہ حق علیؑ کے ساتھ ہے۔ اور علیؑ حق کے ساتھ ہیں اور حق اُن کے ساتھ گھومتا ہے جس طرف وہ گھومتے ہیں۔ اور محمد شہرستانی نے علامہ حلیؒ کے جواب کشف الحق میں اسی حدیث سے استدلال کیا ہے اور کہا ہے کہ اُن حضرتؑ کا حق کے ساتھ ہونا اور اُن کا حق سے جدا نہ ہونا وہ امر ہے جس میں کسی کو شک نہیں ہے۔ کہ استدلال کی ضرورت ہو اور ابن حجر نے صواعق محرقہ میں روایت کی ہے طبرانی سے اُس نے اُم سلمہؓ سے کہ آپ نے فرمایا کہ میں نے رسولِ خداؐ سے سُنا آپ فرماتے تھے کہ علیؑ قرآن کے ساتھ ہیں۔ قرآن علیؑ کے ساتھ ہے اور یہ آپس سے جدا نہ ہوں گے۔ یہاں تک کہ میرے پاس حوضِ کوثر پر آئیں۔ ابنِ مردویہ نے بھی اسی مضمون کو متعدد طریقوں سے ام سلمہؓ و عائشہ سے روایت کی ہے اور مؤلف کتاب فضائل الصحابہ نے بھی عائشہ سے روایت کی ہے اور فردوس الاخبار میں رسولِ خداؐ سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا کہ خدا رحمت نازل کرے علیؑ پر۔ اے خدا حق کو اُس کے ساتھ پھیر دے جدھر وہ جاتے۔ اور مخالفین میں سے کوئی اس مضمون کے انکار کی طاقت نہیں رکھتا۔ اور جب ان حدیثوں کے مضامین ثابت ہوتے تو اُن حضرت کی امامت ثابت ہوتی ہے، چند وجہوں سے: (پہلی وجہ) یہ کہ اُن حضرتؑ کی عصمت پر دلالت کرتے ہیں اور یہ واضح ہے کہ عصمت دلیل امامت ہے۔

(دوسری وجہ) یہ کہ اُن حضرت کی افضلیت پر دلالت کرتے ہیں اور تفضیل مفضول قبیح ہے۔

(تیسری وجہ) یہ کہ احادیثِ متواترہ اور جنابِ امیرؑ کے مشہور خطبوں سے جن کو عامہ وخاصہ نے روایت کی ہے۔ واضح ہے کہ امیرالمومنینؑ نے ہرگز خلفائے ثلثہ کی خلافت کی تصدیق نہیں کی اور ہمیشہ ان کو ظلم و جور سے نسبت دی ہے اور ان کے ستم کی شکایت کرتے تھے اور جبکہ وہ آنحضرتؑ کے خلاف رہے تو حق کے مخالف رہے اور ظالم و جابر وغیرہ رہے۔ اگرچہ اُن حضرت

کہتے ہیں کہ خدا کی قسم اگر امیرالمومنینؑ مجھ کو خاموش رہنے کا حکم نہ دیتے تو ہر آیت جو اس کی شان
میں نازل ہوئی ہے اور ہر حدیث جو جنابِ رسول خداؐ سے اس کے اور ابوبکر کے حق میں سُنی
تھی سب کو بیان کرتا۔ جب عمر نے دیکھا کہ میں خاموش ہو گیا تو تہدیداً کہا کہ تو اُن کا مطیع و فرمانبردا
ہے۔ الغرض جب ابوذرؓ اور مقدادؓ نے بیعت کی اور کوئی بات نہ کہی تو عمر نے کہا اے سلمان
کیوں تو خاموش نہیں ہوتا جس طرح تیرے دو ساتھیوں نے بیعت کی اور کچھ نہ کہا۔ اہلبیتؑ
سے تیری محبت اور تیرا اُن کی تعظیم کرنا ان سے زیادہ نہیں ہے۔ ابوذرؓ نے کہا اے عمر کیا تو
ہم کو محبت آلِ محمدؐ اور ان کی تعظیم پر طعن و طنز کرتا ہے۔ خدا لعنت کرے، اور کی ہے اُس
شخص پر جو اُن کو دشمن رکھتا ہے اور اُن پر افترا کرتا ہے اور اُن کا حق ظلم کے ساتھ اُن سے لیتا
ہے۔ اور لوگوں کو اُن پر مسلط کرتا ہے اور اُس امت کو دین سے منحرف کرتا ہے۔ عمر نے کہا
آمین خدا لعنت کرے۔ اس پر جو اُن کے حق میں ظلم کرے۔ خلافت میں اُن کا کوئی حق نہ تھا
وہ اور تمام لوگ اِس امر میں مساوی تھے۔ ابوذرؓ نے کہا پھر تم نے انصار پر قرابت رسولؐ کیطے
حجت قائم کی۔ اُس وقت جناب امیرؑ نے فرمایا کہ اے پسر ضہاک ہم کو اس میں کوئی حق نہیں
ہے اور خلافت تجھ سے اور مکھی کھانے والی عورت کے دنی فرزند ابوبکر سے مخصوص ہے عمر
نے کہا اب جبکہ تم نے بیعت کر لی ہے ان باتوں کو چھوڑو۔ عوام الناس میرے رفیق سے راضی
ہوئے۔ اور تم سے راضی نہیں ہوئے اس میں میرا کیا گناہ ہے۔ حضرتؑ نے فرمایا مگر خدا اور رسولؐ
راضی نہیں ہیں لیکن میرے ساتھ۔ لہٰذا تم کو اور تمھارے صاحب کو اور ان لوگوں کو جنھوں نے
تمھاری اطاعت اور مدد کی ہے خدا کے غضب اور اُس کے عذاب و خواری کی خوشخبری ہو،
وائے ہو تجھ پر پسر خطاب تو نہیں جانتا کہ تو نے کیا کیا اور کیا عذاب اپنے اور اپنے صاحب
کے لیے تو نے مہیّا کیا ہے۔ ابوبکر نے کہا اے عمر اب جبکہ اُنھوں نے بیعت کر لی ہے اور ہم
ان کے شر و فتنہ سے مطمئن ہو گئے ہیں چھوڑو جو چاہیں وہ کہیں۔ جناب امیرؑ نے فرمایا کہ ایک
بات کے سوا کچھ نہ کہوں گا۔ میں تم کو خدا کی یاد دلاتا ہوں اے چاروں افراد یعنی سلمانؓ ابوذر
و مقداد و زبیر کیا تم نے نہیں سُنا ہے کہ رسول خداؐ نے فرمایا کہ جہنم میں آگ کا ایک صندوق
ہے جس میں بارہ اشخاص ہوں گے چھ سابقہ اُمتوں میں سے اور چھ افراد اس امت کے اور
وہ صندوق جہنم کے قعر میں ایک کنوئیں میں ہے اور اُس کنوئیں کے مُنہ پر ایک پتھر ہے کہ جب چاہتا
ہے کہ جہنم کو مشتعل کرے تو حکم دیتا ہے کہ اُس پتھر کو اس کنوئیں کے دہانے سے ہٹا دیں تو تمام
جہنم اُس کنوئیں کی حرارت سے مشتعل ہو جاتا ہے۔ امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ میں نے تمھارے
رُوبرو رسولِ خداؐ سے سوال کیا کہ وہ کون لوگ ہیں فرمایا کہ پہلا پسر آدمؑ ہے جس نے اپنے بھائی

کو مار ڈالا ۔ اور فرعون و نمرود اور بنی اسرائیل میں سے دو اشخاص ایک نے یہود کو گمراہ کیا اور دوسرے نے نصاریٰ کو اور اُن میں کا چھٹا ابلیس ہے ۔ اور اِس اُمت میں سے دجال ہے اور پانچ اشخاص وہ جنھوں نے صحیفہ ملعونہ لکھنے پر اتفاق کیا اور اے میرے بھائی تمھاری عداوت پر اتفاق کیا اور ایک دوسرے کی، تمھارا حق غصب کرنے میں مدد کی۔ یہاں تک کہ اُن پانچوں اشخاص کے نام لیے تو ہم چاروں اشخاص نے گواہی دی کہ ہم اس واقعہ میں موجود تھے اور سب سُنا ہے ۔ عثمان نے کہا کیا تمھارے اور تمھارے اصحاب کے پاس کوئی حدیث ہے جو تم نے میرے حق میں سُنی ہو۔ علیؑ نے کہا ہاں میں نے رسُولِ خداؐ سے سُنا کہ حضرتؐ نے تم پر لعنت کی ہے ۔ پھر اُس لعنت کے بعد میں نے نہیں سُنا کہ استغفار کیا ہو۔ عثمان غضبناک ہوئے اور کہا مجھ کو تم سے کیا واسطہ تم کسی حال میں مجھ پر اختیار نہیں رکھتے نہ رسُولِ خداؐ کی حیات میں اور نہ اُن کی وفات کے بعد ۔ زبیر نے کہا ہاں خدا تمھاری ناک خاک پر رگڑے ۔ عثمانؓ نے کہا خُدا کی قسم میں نے رسُولِ خداؐ سے سُنا کہ آپ نے فرمایا کہ زبیر مُرتد قتل کیا جائے گا ۔ سلمانؓ کہتے ہیں کہ اُس وقت جنابِ امیرؑ نے مجھ سے آہستہ فرمایا کہ سچ کہتا ہے ۔ زبیر قتلِ عثمان کے بعد مجھ سے بیعت کرے گا ۔ پھر میری بیعت توڑ دے گا اور مُرتد قتل ہوگا ۔ سلیم کہتے ہیں کہ پھر سلمان نے کہا کہ رسُولِ خداؐ کے بعد سب لوگ سوائے چار اشخاص کے مُرتد ہو گئے ۔ اور لوگ جنابِ رسُولِ خداؐ کے بعد بمنزلہ ہارون اور اُن کے پیرو کے اور بمنزلہ گوسالہ اور اس کے پیرو کے ہو گئے ۔ لہٰذا علی علیہ السّلام بمنزلہ ہارونؑ اور اوّل بمنزلہ گوسالہ اور دوم بمنزلہ سامری کے ۔ اور میں نے رسُولِ خداؐ سے سُنا کہ آپؐ نے فرمایا کہ ایک گروہ میرے اصحاب میں سے میرے پاس آئے گا جو بظاہر میرے نزدیک، قرب و منزلت رکھتا ہوگا کہ صراط سے گزرے جب میں ان کو دیکھوں گا ۔ اور وہ مجھے دیکھیں گے اور میں ان کو پہچانوں گا اور وہ مجھ کو پہچانیں گے تو ملائکہ ان کو میرے پاس سے اُچک لے جائیں گے ۔ میں کہونگا خداوندا یہ میرے اصحاب ہیں تو وہ مجھ سے کہیں گے کہ آپ نہیں جانتے کہ انھوں نے آپ کے بعد کیا کیا ہے ۔ جب آپ ان سے جُدا ہوئے تو یہ مُرتد ہو گئے اور دین سے پھر گئے ۔ تو میں کہوں گا کہ ان کو دُور کرو ۔ اور میں نے رسُولِ خداؐ سے سُنا کہ (میرے اصحاب) بنی اسرائیل کی سنت اور طریقوں کے مُرتکب ہوں گے نعلین (جُوتے کے جوڑے) بالشت سے بالشت، ہاتھ سے ہاتھ کے موافق کیونکہ توریت اور قرآن مجید ایک ہاتھ، ایک قلم اور ایک صحیفہ سے لکھا ہوا ہے اور ان دونوں اُمتوں کی مثالیں اور طریقے مساوی ہیں اور حضرت صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ جب جنابِ امیرؑ کو بیعت کے لیے مکان سے نکالا جنابِ فاطمہؑ زہرا باہر نکلیں، تمام بنی ہاشم کی عورتیں بھی آپ کے ساتھ

باہر نکلیں۔ جب وہ معصومہؑ جناب رسولِ خداؐ کی قبر کے نزدیک پہنچیں کہا میرے پسرِ عم کو چھوڑ دو، اُس خدائے برحق کی قسم جس نے محمدؐ کو حق کے ساتھ بھیجا ہے اگر ان سے باز نہیں آتے ہو تو اپنے بال کھولتی ہوں اور پیراہنِ رسولِ خداؐ اپنے سر پہ رکھ کر بارگاہِ خدا میں فریاد بلند کرتی ہوں۔ خدا کے نزدیک ناقۂ صالح مجھ سے زیادہ گرامی نہ تھا اور اُس کا بچہ میرے بچّے سے زیادہ بلند مرتبہ نہ تھا۔ سلمانؓ کہتے ہیں کہ میں اُن معظمہ کے قریب تھا۔ خدا کی قسم میں نے دیکھا کہ مسجد کی دیواریں بُنیاد سے اکھڑ کر اس قدر بلند ہوئیں کہ اگر کوئی چاہتا تو اُس کے نیچے سے گذر سکتا تھا۔ میں اُن معظمہ کے نزدیک گیا اور کہا اے میری سیدہ اور خاتونِ خدا نے آپ کے پدر کو عالمین کے لیے رحمت بنایا تھا آپ اِن پر نزولِ عذاب کا سبب نہ ہوں تو وہ معظمہ مسجد سے باہر چلی گئیں اور مسجد کی دیواریں اپنی جگہ پر نیچے آئیں اور اُن کی جڑوں سے بہت زیادہ غُبار بلند ہوا، اور ہماری ناکوں میں بھر گیا۔ دوسری روایت کے مُطابق جناب فاطمہؑ نے حسنین علیہما السّلام کا ہاتھ پکڑا اور جناب رسولِ خداؐ کی قبرِ مطہر کی جانب روانہ ہوئیں تاکہ ان پر نفرین کریں امیرالمومنینؑ نے سلمان سے کہا کہ جاؤ اور دُخترِ رسولؐ تک جلد پہنچو۔ کیونکہ میں دیکھتا ہوں کہ مدینہ کی دیواریں حرکت میں آگئیں ہیں۔ اگر وہ اپنے بال کھولیں گی اور گریبان چاک کریں گی اور اپنے پدرِ بزرگوار کی قبر تک جاکر خدا کی درگاہ میں فریاد کریں گی تو اِس جماعت کو مُہلت نہ ملے گی۔ اور مدینہ زمین میں اپنی آبادی سمیت دھنس جائے گا۔ یہ سُن کر سلمان اُن معظمہ کے پاس پہنچے اور کہا کہ امیرالمومنینؑ فرماتے ہیں کہ واپس جائیے اور صبر کیجیے اور اِس اُمت پر عذاب کا باعث نہ بنئے۔ یہ سُن کر جناب فاطمہؑ نے فرمایا کہ اگر اُن کا حکم ہے تو واپس جاتی ہوں اور صبر کرتی ہوں اور معتبر سندوں سے حضرت صادقؑ سے روایت کی ہے کہ جس وقت جناب امیرؑ کا گریبان پکڑ کر کھینچتے ہوئے ابوبکر کے پاس لائے۔ اور حضرت رسالت مآبؐ کی قبرِ مطہر کے پاس پہنچے امیرالمومنینؑ نے اِس آیت کی تلاوت فرمائی "یابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی"۔ اُسی وقت ایک ہاتھ قبر سے باہر نکلا اور ابوبکر کی طرف بڑھا۔ جس کو سب نے پہچانا کہ رسولِ خداؐ کا ہاتھ ہے اور ایک آواز آئی جس کو سب نے پہچانا کہ رسولؐ خدا کی آواز ہے کہ اکفرت بالذی خلقك من تراب ثم من نطفة ثم سواك رجلا۔ یعنی کیا تو اُس خدا سے کافر ہوگیا جس نے تجھ کو خاک سے پھر نطفہ سے پیدا کیا۔ پھر تجھ کو دُرست کرکے ایک مرد بنایا۔ خاصہ کے طریق سے جناب صادقؑ سے اور عامہ کے طریق سے زید بن وہب سے روایت کی ہے کہ اکابر مہاجر و انصار نے ابوبکر کی خلافت سے انکار کیا اور کافی حجتیں اُن پر تمام کیں۔ مہاجرین میں سے خالد بن سعید بن العاص جو بنی اُمیہ میں سے تھے۔ اور سلمانؓ و ابوذرؓ و مقدادؓ و عمارؓ و بریدہؓ اسلمی تھے اور انصار میں سے ابوالہیثم

اردو ترجمہ

حق الیقین

جلد دوم

مصنفہ

علامہ سید محمد باقر مجلسی علیہ الرحمۃ

مترجمہ

جناب سید بشارت حسین صاحب

ناشر

مجلس علمی اسلامی
(پاکستان)

نیز روایت کی ہے کہ حضرت امام جعفر صادقؑ سے لوگوں نے حق تعالیٰ کے اس قول وجعلکم انبیاء وجعلکم ملوکاً کی تفسیر دریافت کی یعنی تم کو انبیاء بنایا اور تم کو بادشاہ قرار دیا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ انبیاء جناب رسول خداؐ جناب ابراہیمؑ واسماعیلؑ اور ان کی ذریت ہیں اور ملوک آئمہ اطہار ہیں۔ راوی نے کہا آپ کو کیسی بادشاہی عطا کی ہے۔ فرمایا کہ بہشت کی بادشاہی اور امیر المومنینؑ کی رجعت کی بادشاہی۔ اور علی بن ابراہیم نے اپنی تفسیر میں شہر ابن خوشب سے روایت کی ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ حجاج نے مجھ سے کہا کہ قرآن میں ایک آیت ہے جس کی تفسیر نے مجھ کو عاجز کر دیا ہے۔ اور سمجھ میں نہیں آتی وہ آیت یہ ہے۔ وان من اھل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ یعنی اہل کتاب میں سے کوئی ایک نہیں مگر یہ کہ حضرت عیسیٰؑ پر یقیناً ان کی موت سے پہلے ایمان لائے گا۔ اور خدا کی قسم میں حکم دوں گا کہ یہودی اور نصرانی کی گردنیں ماردی جائیں اور میں دیکھوں گا کہ ان کے لب حرکت نہیں کرتے یہاں تک کہ وہ مر جائیں۔ شہر بن خوشب نے کہا اے امیر یہ مراد نہیں ہے جو آپ نے سمجھا ہے۔ اس نے کہا پھر اس کے کیا معنی ہیں۔ میں نے کہا حضرت عیسیٰؑ قیامت سے پہلے آسمان سے زمین پر آئیں گے تو کوئی یہودی وغیرہ نہ ہوں گے جو حضرت عیسیٰؑ پر ان کے مرنے سے پہلے ایمان نہ لائیں۔ اور وہ حضرت مہدیؑ کے پیچھے نماز پڑھیں گے۔ حجاج نے کہا تجھ پر وائے ہو۔ یہ تو نے کہاں سے سمجھا اور کس سے سنا ہے۔ میں نے کہا حضرت امام محمد باقرؑ سے میں نے سنا ہے۔ یہ سن کر اس نے کہا کہ خدا کی قسم چشمۂ صافی سے تو نے لیا ہے۔ نیز اس نے اور دوسروں نے خداوند عالم کے اس قول کی تاویل میں روایت کی ہے۔ بل کذبوا بما لم یحیطوا بعلمہ ولما یاتھم تاویلہ۔ یعنی بلکہ جس چیز کا ان کو علم نہیں اس کی تکذیب کرتے ہیں اور ابھی اس کی تاویل سے وہ ناواقف ہیں۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ یہ آیت رجعت کے بارے میں ہے۔ اور اس کے مانند ہے جس کا وقت ابھی نہیں آیا ہے اور وہ لوگ اس کی تکذیب کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ ایسا نہ ہوگا اور دوسری معتبر سند سے روایت کی ہے کہ رجعت میں دشمنان اہلبیت کی خوراک ایک گندی شئے ہوگی۔ جیسا کہ حق تعالیٰ نے فرمایا ہے وان لہ معیشۃ ضنکا۔ نیز علی بن ابراہیم نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام اور امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جس قوم کو حق تعالیٰ نے عذاب سے ہلاک کیا ہے وہ رجعت میں واپس نہ آئے گی جیسا کہ خداوند عالم نے فرمایا ہے وحرام علی قریۃ اھلکناھا انھم لا یرجعون اور اس آیت ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض ونجعلھم ائمۃ ونجعلھم الوارثین ونمکن لھم فی الارض ونری فرعون وھامان وجنودھما منھم ما کانوا

یحذرون کی تاویل میں فرمایا ہے۔ جس کے معنی یہ ہیں کہ یہ ایک مثال ہے۔ جس کو خدا نے اہلبیتؑ رسالت کے لیے دی ہے تاکہ آنحضرتؐ کی تسلّی کا باعث ہو۔ کیونکہ فرعون اور ہامان اور قارون نے بنی اسرائیل پر ستم کیے ہیں۔ اُن کو اور اُن کی اولاد کو مار ڈالتے تھے اور اس اُمّت میں اُس کی مثال اوّل، دوم اور سوم اور اُن کی پیروی کرنے والے تھے جو اہلبیت رسالتؐ کے قتل اور اُن کو مٹانے کی کوشش کرتے تھے۔ خداوندِ عالم نے اپنے پیغمبر سے وعدہ فرمایا ہے کہ جس طرح ہم نے موسیٰؑ کی ولادت کو چھپایا اور فرعون سے اُن کو مخفی رکھا۔ اُس کے بعد اُن کو ظاہر کیا۔ اور فرعون اور اُس کی متابعت کرنے والوں پر غالب کیا۔ اُس کے بعد اُن سب کو اُنہی کے ہاتھ سے ہلاک کیا۔ اِسی طرح حضرت قائمؑ اور آپ کی ولادت کو پوشیدہ رکھوں گا اور اُن کے زمانوں کے فرعونوں سے اُن کو پنہاں رکھوں گا۔ اور رجعت میں اُن کو ان کے دُشمنوں پر غالب کردوں گا۔ تاکہ اُن سے اپنا اِنتقام لیں۔ لہٰذا آیات کی تاویل اس طرح ہے یعنی ہم چاہتے ہیں کہ اُن پر احسان کریں جن کو زمین پر کمزور کردیا ہے۔ جو اہلبیت رسالتؐ ہیں اور ہم ان کو امام واپس کریں گے اور رُوئے زمین کے وارث قرار دیں گے۔ روئے زمین کی بادشاہی ان کے لیے مسلّم ہوگی۔ اور ہم اُن کو تمکن واقتدار زمین پر دیں گے تاکہ باطل کو مٹائیں اور حق کو ظاہر کریں اور ان کے لشکر اُن کے دُشمنوں کو دکھائیں جنھوں نے آلِ محمدؐ کا حق غصب کیا منہا یعنی آلِ محمدؐ جو قتل اور آزار سے ڈرتے تھے۔ اِسی طرح امام حسین علیہ السّلام اور آپ کے اصحاب زندہ کیے جائیں گے اور اُن کے قتل کرنے والوں کو بھی زندہ کیا جائے گا تاکہ اُن سے اِنتقام لیں۔ چنانچہ قطب راوندی وغیرہم نے جابر سے اُنھوں نے امام محمدؐ باقرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت امام حسین علیہ السّلام نے شہادت سے پہلے کربلا میں فرمایا کہ میرے جد جناب رسولِ خداؐ نے مجھ سے فرمایا کہ اے فرزند تم کو عراق کی جانب اشقیا لے جائیں گے۔ اُس زمین پر جہاں انبیاء اور اوصیاء نے ایک دوسرے سے مُلاقات کی ہے یا کریں گے اُس زمین کو عمورا کہتے ہیں تم اُسی جگہ شہید ہوگے اور تمھارے اصحاب کی ایک جماعت تمھارے ساتھ شہید ہوگی۔ ان کو لوہے سے قتل ہونے اور زخم کھانے کی تکلیف واذیّت نہ پہنچے گی جس طرح خُداوندِ عالم نے جناب ابراہیمؑ پر آگ کو سرد اور باعثِ سلامتی قرار دیا تھا۔ اسی طرح جنگ کی آگ تم پر اور تمھارے اصحاب پر سرد اور سلامتی کا سبب ہوگی۔ لہٰذا تم کو خوشخبری ہو اور تم خوش رہو۔ کیونکہ ہم اپنے پیغمبرؐ کے پاس جاتے ہیں اور اس عالم میں اتنی مدّت تک رہیں گے جس قدر خُدا چاہے گا۔ لہٰذا جب زمین شگافتہ ہوگی تو سب سے پہلے جو شخص زمین سے باہر آئے گا میں ہوں گا۔ اور میرا باہر آنا امیر المومنینؑ کے باہر آنے کے موافق ہوگا۔ اور ہمارے قائمؑ کا قیام تو اُس وقت خداوند تعالیٰ کی جانب سے آسمان سے وہ گروہ جبرئیل ومیکائیل

کے درمیان واقع ہوگا اُس پر کس قدر تعجب بلکہ بالکل تعجب ہے۔ یہ سُن کر ایک مرد شرطۃ الخمیس نے پُوچھا کہ کیسا تعجب ہے جو آپ فرماتے ہیں حضرتؑ نے فرمایا کہ تعجب نہ کروں اس سے کہ چند مُردے زندہ ہوں گے اور تلوار زندوں کے سروں پر ماریں گے۔ اُس خدا کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا اور سبزہ باہر نکالا اور خلائق کو پیدا کیا گویا میں دیکھتا ہوں کہ وُہ لوگ کُوفہ کے بازاروں میں چلتے ہیں اور برہنہ شمشیریں اپنے کاندھوں پر رکھے ہُوئے ہیں اور خدا اور رسُولؐ اور مومنوں کے دُشمنوں کے سروں پر مارتے ہیں۔ یہ ہے اُس آیت کے معنی جو خدا نے فرمایا ہے کہ یاایھا الذین اٰمنوا لاتتولوا قوماً غضب اللہ علیھم قد یئسوا من الاخرۃ کما یئس الکفار من اصحاب القبور۔ اے مومنو! اُس قوم سے دوستی مت کرو جن پر خدا نے غضب فرمایا ہے۔ بیشک وُہ لوگ آخرت سے نااُمید ہوگئے ہیں جس طرح اہل قبور میں کُفّار نااُمید ہوگئے ہیں۔

ابن بابویہ نے علل الشرائع میں روایت کی ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا کہ جب ہمارا قائمؑ ظاہر ہوگا عائشہ کو زندہ کرے گا تاکہ اُس پر حد جاری کرے اور جناب فاطمہؑ کا انتقام لے اور شیخ مفید نے ارشاد میں حضرت امام صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب آل محمدؐ کے قائمؑ کا قیام ماہ جمادی الاخر میں ہوگا۔ اور رجب کے دس روز میں ایسی بارش ہوگی کہ دُنیا والوں نے کبھی نہ دیکھی ہوگی۔ پھر خداوند بزرگ و برتر اُس بارش سے مومنین کے گوشت اور بدن کو اُن کی قبروں میں پیدا کرے گا۔ گویا میں اُن کو دیکھ رہا ہوں کہ وہ قبیلہ جہینہ کی جانب سے خاکِ قبر اپنے سروں سے جھاڑتے ہُوئے آرہے ہیں۔ نیز اُنہیں حضرت سے روایت کی ہے کہ حضرت قائمؑ کے ساتھ پشت کُوفہ یعنی نجف اشرف سے ستائیس افراد حضرت مُوسیٰؑ کی قوم سے پندرہ افراد ان میں سے جن کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ وہ حق کے ساتھ ہدایت کرتے تھے۔ اور حق کے ساتھ عدالت کرتے تھے اور سات افراد اصحابِ کہف سے اور یوشع بن نون اور سلمانؓ اور جابر بن عبداللہ انصاری اور مقداد اور مالک اشتر آئیں گے اور یہ تمام خاصانِ خدا اُن حضرتؑ کے سامنے ہوں گے اور آپ کے مددگار اور حاکم یعنی لوگوں پر آپ کی جانب سے حاکم ہوں گے۔ عیاشی نے بھی اس حدیث کو ذکر کیا ہے۔ اور نعمانی نے روایت کی ہے کہ حضرت امام محمد باقرؑ نے فرمایا جب قائم آلِ محمد علیہم السلام ظاہر ہوں گے۔ خدا اُن کی ملائکہ سے مدد کرے گا اور سب سے پہلے جو شخص اُن کی بیعت کرے گا وہ محمدؐ ہوں گے اُن کے بعد علیؑ ہوں گے۔ (کیونکہ وُہ امامؑ، امامِ زمانہ ہوں گے)۔

اور شیخ طوسی اور نعمانی نے حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ حضرت قائمؑ کے ظہور کی علامتوں میں سے ایک علامت یہ ہے کہ حضرت برہنہ بدن قرصِ آفتاب کے سامنے ظاہر

اُسی جگہ غسل کیا اور وہ بہترین خطّہ ہے جہاں سے حضرت رسُولِ خداؐ نے معراج پائی اور بے انتہا خیر و رحمت اُس جگہ ہمارے شیعوں کے لیے مُہیّا ہے۔ یہاں تک کہ حضرتؑ قائم ظاہر ہوں مفضل نے کہا اے میرے سیّد! پھر صاحب الامرؑ دوبارہ کہاں متوجہ ہوں گے۔ فرمایا کہ میرے جدِ رسُولِ خداؐ کے مدینہ کی جانب۔ جب وہاں پہنچیں گے تو اُن سے امرِ عجیب ظاہر ہوگا جو مومنین کی مُسّرت و شادمانی کا اور کافروں کی ذلت و خواری کا باعث ہوگا۔ مفضل نے پوچھا کہ وہ کون سا امر ہے۔ فرمایا کہ جب وُہ اپنے جدِ بزرگوار کی قبر کے پاس پہنچیں گے تو کہیں گے اے لوگو! یہ میرے جدِ بزرگوار رسُولِ خداؐ کی قبر ہے۔ لوگ کہیں گے کہ ہاں اے مہدیِؑ آلِ محمدؐ۔ حضرت پھر فرمائیں گے کہ یہ کون ہیں جو اُن کے پاس دفن کئے گئے ہیں۔ لوگ کہیں گے کہ ان کے مصاحب اور ہمخواب خلیفۂ اوّل و دوم ہیں۔ حضرت لوگوں کے سامنے مصلحۃً پوچھیں گے کہ اوّل کون ہیں اور دوم کون ہیں اور کس سبب سے تمام خلائق میں سے ان کو میرے جد کے پاس دفن کیا گیا۔ ممکن ہے کوئی دوسرے ہوں جو اس جگہ دفن کئے گئے ہوں۔ لوگ کہیں گے کہ اے مہدیِ آلِ محمدؐ اُن کے سوا کوئی اِس جگہ نہیں دفن ہوا ہے۔ ان کو اس لیے اس جگہ دفن کیا گیا ہے کہ رسُولِ خداؐ کے خلیفہ اور اُن کی بیویوں کے باپ تھے۔ تو حضرتؑ فرمائیں گے کیا کوئی ہے جو اگر ان کو دیکھے تو پہچان لے، لوگ کہیں گے کہ ہاں ہم ان کے اوصاف سے پہچان لیں گے۔ پھر حضرتؑ فرمائیں گے کہ آیا کوئی ہے جس کو کچھ شک ہو کہ وہ اسی جگہ دفن ہُوئے ہیں لوگ کہیں گے کہ نہیں کسی کو اس میں شک نہیں۔ پھر تین روز کے بعد حکم دیں گے کہ دیوار کو توڑ دو۔ اور دونوں کو قبر سے باہر نکالو۔ غرض دونوں کو تازہ بدن کے ساتھ اُسی شکل و صورت سے جو رکھتے ہونگے باہر نکالیں گے۔ پھر حضرت فرمائیں گے کہ ان کے کفن علیحدہ کر دیئے جائیں تو اُن کے کفن کھینچ لیے جائیں گے پھر اُن کو ایک خشک درخت پر لٹکا دیں گے۔ اُس وقت امتحان خلق کے لیے وُہ درخت سبز ہو جائے گا۔ اُس میں شاخیں بلند ہوں گی پتّیاں نکل آئیں گی۔ اُس وقت وہ گروہ جو اُن کی محبت رکھتا تھا کہے گا کہ یہ ہے خدا کی قسم شرف و بزرگی اور ہم اُن کی محبت میں کامیاب ہوئے۔ جب یہ خبر منتشر ہوگی تو جس کے دل میں رائی کے برابر ان کی محبت ہوگی وہاں حاضر ہوگا۔ اُس وقت حضرت قائمؑ کی جانب سے مُنادی ندا دے گا کہ جو شخص رسُولِ خداؐ کے ان دونوں مصاحبوں کو دوست رکھتا ہو، لوگوں کے درمیان سے علیحدہ ہو کر ایک طرف کھڑا ہو جائے۔ اُس وقت دُنیا والے دو گروہ ہو جائیں گے۔ ایک گروہ اُن کو دوست رکھنے والوں کا اور ایک گروہ اُن پر لعنت کرنے والوں کا۔ پھر حضرتؑ اُن کو دوست رکھنے والوں سے فرمائیں گے کہ ان سے بیزاری اختیار کرو، ورنہ عذابِ الٰہی میں گرفتار ہوگے۔ وہ جواب دیں گے کہ اے مہدیِ آلِ محمدؐ! ہم اس سے پہلے جانتے تھے کہ خدا کے نزدیک ان

اور کُوفہ کے قصر کو بھی توڑیں گے کیونکہ جس نے اِس کی بنیاد رکھی تھی ملعُون تھا۔ مفضل نے پُوچھا مکّہ معظمہ میں قیام فرمائیں گے؟ فرمایا نہیں بلکہ اپنے اہلبیتؑ میں سے ایک شخص کو اُس جگہ اپنا جانشین مقرر کریں گے اور جب حضرتؑ مکّہ سے روانہ ہوں گے تو اہلِ مکّہ آپ کے جانشین کو قتل کر دینگے۔ تو حضرتؑ پھر مکّہ واپس آئیں گے تو وُہ لوگ حضرتؑ کی خدمت میں سر جھکائے روتے گڑگڑاتے آئیں گے۔ اور کہیں گے کہ اے مہدیؑ آلِ محمدؐ ہم توبہ کرتے ہیں، ہماری توبہ قبول کیجیے۔ حضرتؑ اُن کو پند و نصیحت کریں گے اور دُنیا و آخرت کے عذاب سے ڈرائیں گے اور اہلِ مکّہ میں سے ایک شخص کو اُن پر حاکم مقرر فرمائیں گے اور وہاں سے باہر روانہ ہوں گے۔ اہلِ مکّہ اُس حاکم کو بھی قتل کر دیں گے۔ اُس وقت حضرتؑ جنّ اور نقیبوں میں سے اپنے مددگاروں کو اُن کی طرف واپس بھیجیں گے کہ ان سے کہیں کہ حق کی جانب پلٹ آئیں تو جو شخص ایمان لائے اُس کو بخش دو اور جو ایمان نہ لائے اُس کو قتل کر دو۔ جب یہ لشکر مکّہ واپس آئے گا تو سو میں سے ایک شخص ایمان نہ لائے گا۔ بلکہ ہزار میں سے ایک بھی ایمان نہ لائے گا۔

مفضل نے پُوچھا کہ میرے مولا! حضرت مہدیؑ کا مکان اور مومنین کے جمع ہونے کا مقام کہاں ہوگا۔ حضرتؑ نے فرمایا کہ حضرتؑ کا پایۂ تخت کُوفہ ہوگا اور آپ کا دربار اور مقامِ فیصلہ مسجد کُوفہ ہوگی اور تمام بیت المال اور غنیمت تقسیم ہونے کی جگہ مسجدِ سہلہ ہوگی اور ان کی تنہائی کی جگہ نجفِ اشرف ہوگا۔ مفضل نے پُوچھا تمام مومنین کُوفہ میں ہوں گے۔ فرمایا کہ ہاں، واللہ کوئی مومن نہ ہوگا۔ مگر کُوفہ میں ہوگا یا کُوفہ کے قرب و جوار میں یا اُس کا دِل کُوفہ کی طرف مائل ہوگا۔ اُس وقت کُوفہ میں ایک گوسفند کے سونے کی جگہ کی قیمت دو ہزار درہم ہوگی۔ اُس وقت شہر کی وُسعت چوون ۵۴ میل یعنی اٹھارہ ۱۸ فرسخ ہوگی اور کُوفہ کے قصر و محلات کربلائے معلّیٰ سے متصل ہوں گے۔ اور خداوند تعالیٰ کربلا کو پناہ کی ایک جگہ قرار دے گا جو ہمیشہ فرشتوں اور مومنوں کی آمد و رفت کی جگہ ہوگی۔ خدائے تعالیٰ اُس زمین مقدس کو بہت بلند مرتبہ کرے گا اور اُس میں اس قدر برکتیں اور رحمتیں قرار دے گا کہ اگر کوئی مومن اُس جگہ کھڑا ہو اور خُدا سے دُعا کرے تو ایک دُعا میں ہزار مرتبہ کے مانند دُنیا کا ملک اُس کو کرامت فرمائے گا۔ پھر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ایک آہ کھینچی اور فرمایا اے مفضل بیشک زمین کے ٹکڑوں نے ایک دوسرے پر فخر کیا اور کعبۂ معظّمہ نے زمین کربلائے معلّیٰ پر فخر کیا تو خدا نے کعبہ کو وحی کی کہ ساکت رہ اور کربلا پر فخر مت کر کیونکہ وُہ بقعۂ مُبارکہ وہ ہے جہاں شجرۂ مُبارکہ سے اِنّی انا اللہ کی ندا موسیٰؑ کو پہنچی اور وہ وُہی مقام بلند ہے جہاں مریمؑ و عیسیٰؑ کو میں نے جگہ دی اور جس جگہ حضرت امام حسینؑ کا سرِ مُبارک شہادت کے بعد دھویا اُسی جگہ حضرت مریمؑ نے جنابِ عیسیٰؑ رُوح اللہ کو بعد ولادت غسل دیا اور خُود

مفضل نے پوچھا کہ اس آیت میں فرعون اور ہامان سے کون مراد ہیں حضرتؑ نے فرمایا کہ اوّل و دوم ہیں مفضل نے پوچھا کہ کیا جناب رسولِ خداؐ اور امیرالمومنینؑ حضرت صاحب الامر علیہ السلام کے ساتھ ہوں گے؟ فرمایا ہاں! ضروری ہے کہ وہ حضرات تمام روئے زمین پر گھومیں، یہاں تک کہ کوہ قاف کی پشت اور جو کچھ ظلمات اور تمام دریاؤں میں۔ حتیٰ کہ زمین کی کوئی جگہ باقی نہ رہے گی۔ مگر یہ کہ وہ حضرات طے کریں گے اور وہاں دینِ خدا کو قائم کریں گے۔ پھر فرمایا کہ اے مفضل گویا میں دیکھتا ہوں کہ اس روز ہم آئمہ اپنے جد رسولِ خدا کے پاس کھڑے ہیں اور آنحضرتؐ سے اُن تمام مظالم کی شکایت کر رہے ہیں جو آنحضرتؐ کی وفات کے بعد اُمت جفا کار نے ہم کو پہنچائے جیسے ہمارے اقوال کی تردید و تکذیب کرنا ہم کو گالیاں دینا اور ہم پر لعنت کرنا اور ہم کو قتل سے ڈرانا اور حرمِ خدا و رسولؐ سے خلفائے جور کا ہم کو نکال کر اپنے شہروں میں روکنا اور ہم کو قید میں رکھنا اور شہید کرنا۔ یہ تمام مظالم سُن کر جناب رسولِ خدا صلعم گریاں ہوں گے اور فرمائیں گے اے میرے فرزندو! جو کچھ تم پر گذری تم سے پہلے سب مجھ پر گذر چکی تھی۔ اس کے بعد جناب فاطمہ زہراؑ اوّل و دوم کی شکایت کریں گی کہ فدک مجھ سے چھین لیا۔ اور کتنی ہی دلیلیں میں نے اُن پر پیش کیں۔ لیکن کچھ فائدہ نہ ہوا اور جو تحریر آپ نے مجھے فدک کے بارے میں لکھ کر دی تھی۔ مہاجر و انصار کے روبرو دوم نے اُس پر تھوک کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ اور میں نے آپ کی قبر پر جا کر شکایت کی۔ اوّل و دوم نے سقیفۂ بنی ساعدہ میں جا کر منافقوں سے اتفاق کیا اور میرے شوہر امیرالمومنینؑ کی خلافت غصب کی۔ اس کے بعد آئے تاکہ ان کو بیعت کے لیے لے جائیں۔ انھوں نے انکار کیا تو اُن لوگوں نے ہمارے گھر پر لکڑیاں جمع کیں تاکہ اہلبیتِؑ رسالت کو جلا دیں۔ اُس وقت میں نے چلا کر کہا کہ اے عمر یہ کیسی جرأت ہے جو خدا و رسولؐ پر تو کرتا ہے کیا تو چاہتا ہے کہ نسلِ پیغمبر زمین سے نابود کر دے عمر نے کہا اے فاطمہؑ خاموش رہو۔ کیونکہ پیغمبر موجود نہیں ہے کہ فرشتے آئیں گے اور آسمان سے امر و نہی کے احکام لائیں گے۔ علیؑ سے کہو کہ آ کر بیعت کریں ورنہ گھر میں آگ لگا دوں گا۔ اُس وقت میں نے کہا اے خدا میں تجھ سے شکایت کرتی ہوں یہ کہ تیرا رسول ہمارے درمیان سے چلا گیا اور اُس کی ساری اُمت کافر ہو گئی ہے۔ ہمارا حق غصب کرتی ہے۔ یہ سُن کر عمر نے چلا کر کہا کہ عورتوں کی احمقانہ باتوں کو چھوڑو کیونکہ خدا نے پیغمبری اور امامت دونوں تم کو نہیں دی ہے۔ پھر عمر نے تازیانہ مار کر میرا بازو توڑ دیا اور دروازہ میرے شکم پر گرایا اور میرے فرزند محسن کا چھ مہینہ کا حمل ساقط ہو گیا اور میں فریاد کر رہی تھی کہ وا ابتاہ وا رسول اللہؐ آپ کی دختر فاطمہؑ کو دروغ گو کہتے ہیں اور اس کو تازیانہ مارتے ہیں اور اُس کے فرزند کو شہید کرتے ہیں۔ میں نے چاہا کہ

وصالحؑ کا ترکہ۔ اور جنابِ ابراہیمؑ کا مجموعہ اور حضرت یوسفؑ کا پیمانہ۔ ترازوئے شعیبؑ اور عصائے موسیٰؑ اور تابوتِ موسیٰؑ۔ داؤدؑ کی زرہ، سلیمانؑ کی انگوٹھی اور تاج اور جنابِ عیسیٰؑ کے اسباب اور تمام پیغمبروں کی میراث سب دکھائیں گے۔ پھر جنابِ مہدیؑ حضرت رسولِ خداؐ کا عصا ایک سخت پتھر پر نصب کریں گے۔ اسی وقت وہ ایک نہایت تناور بلند و بالا درخت ہو جائے گا جس کے سایہ میں تمام لشکر آجائے گا۔ پھر جوان حسنی کہے گا۔ اللہ اکبر آپ اپنا ہاتھ لائیے۔ میں آپ کی بیعت کروں اے فرزندِ رسولِ خداؐ۔ حضرت اپنا دستِ مبارک بڑھائیں گے۔ تو سید حسنی اور اس کا تمام لشکر حضرت کی بیعت کرے گا سوائے چالیس ہزار افراد کے جو زیدیہ ہوں گے جو اس کے لشکر کے ساتھ ہوں گے اور اپنی گردنوں میں قرآن حمائل کئے ہوں گے۔ وہ کہیں گے کہ یہ سخت جادو تھا۔ جنابِ قائمؑ ہر چند ان کو پند و موعظہ فرمائیں گے اور معجزات دکھائیں گے مگر ان پر کوئی اثر نہ ہوگا۔ تین روز کے بعد حکم دیں گے کہ سب قتل کر دیئے جائیں۔ مفضل نے پوچھا پھر کیا کریں گے۔ فرمایا کہ بہت سے لشکر سفیانی کی جانب بھیجیں گے۔ یہاں تک کہ اس کو دمشق میں پکڑیں گے اور صخرۂ بیت المقدس پر ذبح کریں گے۔ اس وقت حضرت امام حسینؑ بارہ ہزار صدیق اور بہتر افراد کے ساتھ جو ان حضرتؑ کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے آئیں گے اور کوئی رجعت اس رجعت سے خوشتر نہیں۔ پھر صدیقِ اکبر امیر المومنینؑ علیؑ ابن ابیطالب تشریف لائیں گے آپ کے لئے ایک قبہ نجفِ اشرف میں نصب کیا جائے گا جس کا ایک ستون نجفِ اشرف میں ہوگا۔ دوسرا بحرین میں تیسرا صنعائے یمن میں اور چوتھا مدینہ طیبہ میں۔ گویا میں اس کے چراغ اور قندیلیں دیکھ رہا ہوں جو آسمان و زمین کو آفتاب و ماہتاب سے زیادہ روشنی کئے ہوئے ہیں۔ پھر سید اکبر حضرت محمد رسول اللہؐ ان لوگوں کے ساتھ آئیں گے جو حضرتؐ پر مہاجرین و انصار میں سے ایمان لائے ہوں گے۔ اور جو لوگ لڑائیوں میں شہید ہوئے ہوں گے اور خدا ان لوگوں کو بھی زندہ کرے گا جنھوں نے آنحضرتؐ کی تکذیب کی تھی اور آپ کی حقیقت میں شک کرتے تھے یا آپ کے ارشادات کو رد کرتے تھے۔ کہتے تھے کہ کاہن ہے، ساحر ہے، دیوانہ ہے اور اپنی خواہش سے کلام کرتا ہے۔ الغرض جن لوگوں نے حضرتؐ سے جنگ کی ہوگی سب کو ان کا بدلہ دیں گے۔ اسی طرح امام مہدیؑ تک ایک ایک امام کو واپس کرے گا۔ اور ان لوگوں کو بھی جنھوں نے ان کی مدد کی ہوگی تاکہ خوش و شاد ہوں اور جو لوگ ان حضرات سے علیحدہ رہے ہوں گے۔ ان کو بھی واپس کرے گا تاکہ آخرت کے عذاب سے پہلے دنیا کے عذاب و ذلت میں مبتلا ہوں اُس وقت اس آیۂ کریمہ کی تاویل ظاہر ہوگی جس کا ترجمہ گذر چکا اور نرید ان نمن علی الذین استضعفوا فی الارض تا آخر آیت۔

اُسی جگہ غسل کیا اور وہ بہترین خطّہ ہے جہاں سے حضرت رسُولِ خداؐ نے معراج پائی اور بے انتہا خیر و رحمت اس جگہ ہمارے شیعوں کے لیے مُہیا ہے۔ یہاں تک کہ حضرتؑ قائم ظاہر ہوں مفضل نے کہا اے میرے سیّد! پھر صاحب الامرؑ دوبارہ کہاں متوجہ ہوں گے۔ فرمایا کہ میرے جدِ رسُولِ خداؐ کے مدینہ کی جانب۔ جب وہاں پہنچیں گے تو اُن سے امرِ عجیب ظاہر ہوگا جو مومنین کی مسرّت و شادمانی کا اور کافروں کی ذلّت و خواری کا باعث ہوگا۔ مفضل نے پوچھا کہ وہ کون سا امر ہے۔ فرمایا کہ جب وُہ اپنے جدِ بزرگوار کی قبر کے پاس پہنچیں گے تو کہیں گے اے لوگو! یہ میرے جدِ بزرگوار رسُولِ خداؐ کی قبر ہے۔ لوگ کہیں گے کہ ہاں اے مہدیٔ آلِ محمدؐ۔ حضرت پھر فرمائیں گے کہ یہ کون ہیں جو اُن کے پاس دفن کئے گئے ہیں۔ لوگ کہیں گے کہ ان کے مصاحب اور ہمخواب خلیفۂ اوّل و دوم ہیں۔ حضرت لوگوں کے سامنے مصلحتہً پوچھیں گے کہ اوّل کون ہیں اور دوم کون ہیں اور کس سبب سے تمام خلائق میں سے ان کو میرے جد کے پاس دفن کیا گیا۔ ممکن ہے کوئی دوسرے ہوں جو اس جگہ دفن کئے گئے ہوں۔ لوگ کہیں گے کہ اے مہدیٔ آلِ محمدؐ اُن کے سوا کوئی اِس جگہ نہیں دفن ہوا ہے۔ ان کو اس لیے اس جگہ دفن کیا گیا ہے کہ رسُولِ خداؐ کے خلیفہ اور اُن کی بیویوں کے باپ تھے۔ تو حضرتؑ فرمائیں گے کیا کوئی ہے جو اگر ان کو دیکھے تو پہچان لے، لوگ کہیں گے کہ ہاں ہم ان کے اوصاف سے پہچان لیں گے۔ پھر حضرتؑ فرمائیں گے کہ آیا کوئی ہے جس کو کچھ شک ہو کہ وہ اسی جگہ دفن ہوئے ہیں لوگ کہیں گے کہ نہیں کسی کو اس میں شک نہیں۔ پھر تین روز کے بعد حکم دیں گے کہ دیوار کو توڑ دو۔ اور دونوں کو قبر سے باہر نکالو۔ غرض دونوں کو تازہ بدن کے ساتھ اُسی شکل و صورت سے جو رکھتے ہونگے باہر نکالیں گے۔ پھر حضرت فرمائیں گے کہ ان کے کفن علیحدہ کر دیئے جائیں تو اُن کے کفن کھینچ لیے جائیں گے۔ پھر اُن کو ایک خشک درخت پر لٹکا دیں گے۔ اُس وقت امتحان خلق کے لیے وُہ درخت سبز ہو جائے گا۔ اُس میں شاخیں بلند ہوں گی پتیاں نکل آئیں گی۔ اُس وقت وہ گروہ جو اُن کی محبت رکھتا تھا کہے گا کہ یہ ہے خدا کی قسم شرف و بزرگی اور ہم اُن کی محبت میں کامیاب ہوئے۔ جب یہ خبر منتشر ہوگی تو جس کے دل میں رائی کے برابر ان کی محبت ہوگی وہاں حاضر ہوگا۔ اُس وقت حضرتِ قائمؑ کی جانب سے منادی ندا دے گا کہ جو شخص رسُولِ خداؐ کے ان دونوں مصاحبوں کو دوست رکھتا ہو، لوگوں کے درمیان سے علیحدہ ہو کر ایک طرف کھڑا ہو جائے۔ اُس وقت دُنیا والے دو گروہ ہو جائیں گے۔ ایک گروہ اُن کو دوست رکھنے والوں کا اور ایک گروہ اُن پر لعنت کرنے والوں کا۔ پھر حضرتؑ اُن کو دوست رکھنے والوں سے فرمائیں گے کہ ان سے بیزاری اختیار کرو، ورنہ عذاب الٰہی میں گرفتار ہو گے۔ وہ جواب دیں گے کہ اے مہدیٔ آلِ محمدؐ! ہم اس سے پہلے جانتے تھے کہ خدا کے نزدیک ان

کی قدر و منزلت ہے۔ اس لیے آن سے بیزاری نہ کی تو آج کس طرح بیزاری کریں جبکہ ان کی بہت سی کرامتیں ہم پر ظاہر ہو چکی ہیں اور ہم کو علم ہو چکا کہ وُہ مقربان بارگاہِ ربّ العزّت سے ہیں۔ بلکہ ہم آپ سے بیزار ہیں اور اُن سے بھی جو آپ پر ایمان لائے ہیں اور اس سے بھی جو اُن پر ایمان نہیں لایا اور اُس سے بھی ہم بیزار ہیں جو اُن کو اس ذلت و خواری سے قبر سے باہر لایا اور دار پر کھینچا۔ اُس وقت حضرت مہدیؑ ایک سیاہ ہوا کو حکم دیں گے کہ ان پہ چلے اور اُن کو ہلاک کرے۔ پھر حکم دیں گے کہ ان دونوں کو دار سے نیچے لائیں۔ پھر اُن کو بقدرت خدا اندھا کریں گے اور خلائق کو حکم دیں گے کہ جمع ہوں۔ پھر ہر ظلم و جور جو ابتدائے عالم سے آخر تک ہوا اُن سب کا گناہ اُن کی گردن پر لازم قرار دیں گے اور سلمان فارسی کو مارنے اور امیر المومنینؑ کے خانۂ اقدس کو آگ لگانے اور جنابِ فاطمہ علیہا السّلام اور حسنؑ و حسینؑ علیہما السّلام کو جلانے اور امام حسنؑ کو زہر دینے اور امام حسینؑ اور اُن کے اطفال اور اُن کے چچا کی اولاد کو اور اُن کے دوستوں اور مددگاروں کو قتل کرنے اور ذریتِ رسولؐ کو اسیر کرنے اور ہر زمانہ میں آلِ محمدؐ کا خون بہانے اور ہر خون جو ناحق بہایا گیا اور ہر زنا جو عالم میں کیا گیا اور ہر سود اور حرام جو کھایا گیا اور ہر گناہ، ظلم اور ستم جو قیام قائم آلِ محمدؐ تک واقع ہوا۔ سب اُن ہی دونوں کی گردنوں پر بار کیا جائے گا کہ تم ہی سے سرزد ہوا۔ اور وُہ دونوں اعتراف و اقرار کریں گے۔ کیونکہ اگر روزِ اوّل خلیفہ برحق کا حق غصب نہ کرتے تو یہ سب نہ ہوتا۔ پھر حکم دیں گے کہ ہر ظلم کے عوض جو شخص موجود ہو ان دونوں سے قصاص لے۔ پھر اُن کے لیے فرمائیں گے کہ درخت سے لٹکا دیں اور ایک آگ کو حکم دیں گے کہ زمین سے برآمد ہو اور اُن کو درخت کے ساتھ جلائے۔ اور ایک ہوا کو حکم دیں گے کہ ان کی راکھ کو دریاؤں میں پھینک دے۔

مفضل نے عرض کی کہ اے میرے مولا! کیا یہ ان کا آخری عذاب ہوگا فرمایا افسوس اے مفضل! خدا کی قسم سیدِ اکبر حضرت محمدؐ صلی اللہ علیہ و آلہٖ وسلّم اور صدیقِ اکبر امیر المومنین علیہ السّلام اور فاطمہ زہرا اور حسن مجتبیٰ اور حسین شہیدِ کربلا علیہم السّلام اور سارے ائمہ ہدیٰ صلوات اللہ علیہم زندہ ہوں گے اور جو شخص محض خالص ایمان رکھتا رہا اور جو کافر محض رہا ہوگا سب کے سب زندہ ہوں گے اور تمام ائمہ اطہارؑ اور مومنین کے لیے ان پر عذاب کیا جائے گا۔ یہاں تک ایک شبانہ روز میں ہزار مرتبہ اُن کو مار ڈالیں گے اور زندہ کریں گے۔ پھر خدا جہاں چاہے گا اُن کو لے جائے گا اور معذب کرے گا۔

وہاں سے حضرت مہدیؑ کوفہ کی جانب متوجہ ہوں گے اور کوفہ و نجف کے درمیان چھیالیس[۴۶] ہزار فرشتوں اور چھ ہزار جنوں اور تین سو تیرہ نقیبوں کے ساتھ قیام فرمائیں گے۔ مفضل نے پوچھا کہ زورا

لیے کافی ہے؟ عرض کی ہاں یا حضرتؑ! میرے لیے کافی ہے اور بسند معتبر عمر بن ثابت سے منقول ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ اہل جہنم آگ میں عذاب الٰہی کی اذیت و شدت سے جو اُن کو پہنچے گی کتوں اور بھیڑیوں کے مانند چلائیں گے۔ اے عمر تم کیا سمجھتے ہو جن کو موت نہ آئے گی عذاب سے نجات پائیں گے؟ عذاب میں ہرگز کمی نہ ہوگی اور آگ میں بھوکے اور پیاسے اور بہرے، گونگے اور اندھے ہوں گے اور اُن کے چہرے سیاہ ہوگئے ہوں گے اور محروم و نادم و پشیمان ہوں گے اور اپنے پروردگار کے غضب میں گرفتار رہیں گے۔ اُن پر رحم نہ کیا جائے گا۔ اُن کے عذاب میں کمی نہ کی جائے گی۔ آگ اُن پر بھڑکائی جاتی رہے گی اور جہنم کا کھولتا ہوا پانی بجائے پانی کے پئیں گے۔ اور بجائے کھانے کے زقوم جہنم کھائیں گے اور آگ کے آنکڑوں سے اُن کے بدن پھاڑے جائیں گے آہنی گرز اُن کے سر پہ ماریں گے۔ نہایت سخت مزاج اور بے حد شدید طبیعت فرشتے ان کو شکنجہ میں کسیں گے اور اُن پر رحم نہ کریں گے اور اُن کو آگ میں شیطانوں کے ساتھ کھینچیں گے اور زنجیر و طوق کی بندشوں میں ان کو مقید رکھیں گے۔ اگر وہ دعا کریں گے تو اُن کی دعا مستجاب نہ ہوگی۔ اگر کوئی حاجت پیش کریں گے تو پوری نہ کی جائے گی۔ یہ ہے اُس گروہ کا حال جو جہنم میں جائیں گے۔

حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جہنم کے سات دروازے ہیں۔ ایک دروازے سے فرعون، ہامان اور قارون جن سے فلاں فلاں اور فلاں کی طرف اشارہ ہے جائیں گے ایک دروازہ سے بنی اُمیہ داخل ہوں گے جو اُن کے لیے مخصوص ہے کوئی اس دروازہ سے اُن کے ساتھ نہ جائے گا۔ ایک دوسرا دروازہ باب لظیٰ ہے اور ایک دوسرا باب سقر ہے اور ایک دوسرا باب ہاویہ ہے کہ جو شخص اس میں سے داخل ہوگا۔ وہ ستر سال تک نیچے چلا جاتا رہے گا اور ہمیشہ اُن کا حال جہنم میں ایسا ہی ہے اور ایک دروازہ وہ ہے کہ جس سے ہمارے دشمن اور وہ جس نے ہم سے جنگ کی ہوگی اور جس نے ہماری مدد نہ کی ہوگی داخل ہوں گے اور یہ دروازہ سب سے بڑا ہے اور اُس کی گرمی اور شدت سب سے زیادہ ہے۔

بسند معتبر منقول ہے کہ حضرت صادق علیہ السلام سے لوگوں نے فلق کے بارے میں دریافت کیا حضرتؑ نے فرمایا جہنم میں وہ ایک درّہ ہے جس میں ہزار مکانات ہیں اور ہر مکان میں ستر ہزار کمرے ہیں اور ہر کمرے میں ستر ہزار کالے سانپ ہیں اور ہر سانپ میں زہر کے ستر مٹکے ہیں اور ہر اہل جہنم کو اسی درّہ سے گذرنا ہوگا۔ اور دوسری حدیث میں فرمایا کہ یہ تمھاری آگ جو دنیا میں ہے جہنم کی آگ کے ستر جزو میں سے ایک جزو ہے جس کو ستر مرتبہ پانی سے بجھایا ہے اور پھر جلی ہے۔ اگر ایسا نہ کیا جاتا تو تم میں سے کوئی اس کے قریب جانے کی طاقت نہ رکھتا یقیناً جہنم کو روزِ قیامت

بحوالہ تاریخی دستاویز صفحہ 507 * دیکھیں فارسی حصہ صفحہ 500 وہاں حضرت ابوبکر صدیقؓ و عمر فاروقؓ و عثمان غنیؓ کا نام لکھا ہے
سولھویں فصل — پانچواں باب — فصل جہنم کے بعض خصوصیات اور وہاں کے عقوبات عذاب و اذیتیں ...

جل جائے گی تو خداوندِ عالم اُس کے بدلے دوسری کھال اُس کے بدن پر پیدا کردے گا (۶) سعیر ہے اُس میں آگ کے تین سو قصر ہیں اور ہر قصر میں تین سو قصر آگ کے ہیں۔ پھر ہر قصر میں تین سو مکان آگ کے ہیں اور ہر مکان میں تین سو قسم کے عذاب مقرر ہیں۔ اُس میں آگ کے سانپ بچھو ہیں اور ہتکڑے اور زنجیریں اُس طبقہ والوں کے لیے تیار کی ہوئی ہیں جیسا کہ حق تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے کافروں کے لیے طوق اور زنجیریں آگ کی تیار کی ہوئی ہیں (۷) جہنم ہے جس میں فلق ہے اور وہ جہنم میں ایک کنواں ہے۔ جب اُس کے دروازہ کو کھول دیتے ہیں جہنم بھڑکنے لگتی ہے اور یہ طبقہ سب سے بدتر طبقہ ہے اور صعودا جہنم کے درمیان تانبے کا ایک پہاڑ ہے۔ اثاماً پگھلے ہوئے تانبے کی ایک بڑی نہر ہے جو اُس پہاڑ کے گرد جاری ہے اور یہ مقام اُس طبقہ والوں کے لیے بدترین مقام ہے۔

حضرت امام موسیٰ کاظم علیہ السلام سے منقول ہے کہ جہنم میں ایک وادی ہے جس کو سقر کہتے ہیں کہ جس روز سے خدا نے اس کو خلق فرمایا ہے اُس نے سانس نہیں کھینچی ہے۔ اگر خدا اُس کو اجازت دے کہ ایک سوئی کے سوراخ کے برابر سانس کھینچے تو یقیناً زمین پر جو کچھ ہے سب کو جلا دے اور خدا کی قسم اہلِ جہنم اُس وادی کی حرارت گندگی اور کثافت سے اور جو کچھ خدا نے اس کے لوگوں کے لیے اپنے عذاب سے تیار کیا ہے پناہ مانگتے ہیں اور اُس وادی میں ایک پہاڑ ہے کہ اُس کی گرمی تعفن اور کثافت سے جو خدا نے اس کے اہل کے لیے مہیا کیے ہیں۔ اُس وادی کے تمام لوگ خدا کی پناہ مانگتے ہیں اور اُس کوہ میں ایک درّہ ہے جس کی گرمی کثافت اور عذاب سے اُس پہاڑ والے پناہ مانگتے ہیں۔ اِس درّہ میں ایک کنواں ہے کہ اُس کی گرمی، تعفن، اور کثافت اور عذاب شدید سے اُس درہ والے خدا کی پناہ مانگتے ہیں اور اُس کنوئیں میں ایک سانپ ہے کہ اُس کنوئیں والے اُس کی خباثت بدبو اور کثافت وغیرہ سے پناہ مانگتے ہیں۔ اور اُس سانپ کے شکم میں سات صندوق ہیں جو گزشتہ اُمتوں میں سے پانچ اشخاص کی جگہ ہے اور اس اُمت کے دو اشخاص کی جگہ۔۔۔ اِن پانچ اشخاص میں قابیلؑ ہے جس نے اپنے بھائی ہابیل کو قتل کیا۔ دوسرا نمرود ہے جس نے جناب ابراہیمؑ سے نزاع کی اور کہا کہ میں بھی مارتا ہوں اور جلاتا ہوں۔ تیسرا فرعون ہے جو خدائی کا دعویٰ کرتا تھا۔ چوتھا یہودا ہے جس نے یہودیوں کو گمراہ کیا۔ پانچواں مجوس ہے جس نے نصاریٰ کو گمراہ کیا اور اس اُمت کے دو اشخاص ہیں جو خدا پر ایمان نہیں لائے یعنی اوّل و دوم۔ اور حضرت امیرالمومنینؑ سے منقول ہے کہ آپ نے فرمایا کہ گنہگاروں کے لیے جہنم کے اندر چند نقب تیار کی گئی ہیں۔ اور اُن کے پیروں میں زنجیر پڑی ہے اور اُن کے ہاتھ گردن میں طوق (کی طرح بندھے) ہیں اور اُن کے جسموں پر پگھلے ہوئے تانبے کے کُرتے پہنائے ہیں اور اُن کے

اُوپر سے آگ کے جُبّے اُن کے لیے قطع کیے ہیں اور اُن پر باندھے ہیں اور عذاب میں گرفتار ہیں جس کی گرمی حلق کو پہنچی ہے اور جہنّم کے دروازے اُن کے لیے بند کر دیئے گئے کبھی اُن کے دروازوں کو نہ کھولیں گے اور نہ کبھی ہوا اُن کے لیے اندر پہنچے گی اور ہرگز اُن کی تکلیف برطرف نہ ہوگی اور اُن کے عذاب میں ہمیشہ شدّت ہوتی رہے گی اور ہمیشہ عذاب تازہ بتازہ اُن پر ہوتا رہے گا نہ اُن کا مقام فانی ہے اور نہ عمر ختم ہوگی۔ مالک سے فریاد کریں گے کہ خدا سے دُعا کرو کہ ہم کو مار ڈالے۔ وہ جواب دیں گے کہ ہمیشہ اس عذاب میں مبتلا رہو گے۔

بسند معتبر حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ جہنّم میں ایک کنواں ہے کہ جس سے اہلِ جہنّم فریاد کریں گے اور وہ ہر مغرور اور متکبّر جبّار اور عداوت رکھنے والے کی جگہ ہے اور سرکش شیطان اور ہر اہلِ غرور کی جگہ ہے جو روزِ قیامت پر ایمان نہیں رکھتا اور جو شخص محمدؐ و آلِ محمدؑ سے عداوت رکھتا ہے اور فرمایا ہے کہ جہنّم میں جس شخص کا عذاب سب سے کم ہوگا وہ ہے جو آگ کے دو دریاؤں کے درمیان ہوگا۔ اُس کے پیروں میں آگ کے دو جُوتے ہوں گے اور اُس کے جُوتے کے بند آگ کے ہوں گے جس کی حرارت کی شدّت سے اُس کے دماغ کا مغز دیگ کے مانند جوش کھائے گا اور وُہ گمان کرے گا کہ اُس کا عذاب تمام اہلِ جہنّم سے زیادہ سخت ہے حالانکہ اُس کا عذاب سب سے ہلکا ہے۔ اور دُوسری حدیث میں وارد ہوا ہے کہ فلق ایک کنواں ہے جہنّم میں کہ اہلِ جہنّم اُس کی شدّتِ حرارت سے خدا سے پناہ طلب کرتے ہیں کہ وہ سانس لے اور جب وہ سانس لیتا ہے جہنّم کو جلا دیتا ہے اور اُس میں آگ کا ایک صندوق ہے کہ اُس کنوئیں والے اُس صندوق کی گرمی اور حرارت سے پناہ مانگتے ہیں اور اُس صندوق میں اگلے چھ آدمیوں کی جگہ ہے اور اِس اُمّت کے چھ اشخاص ہوں گے۔ پہلے والوں میں سے چھ اشخاص میں پہلا شخص پسرِ آدمؑ (قابیل) ہے جس نے اپنے بھائی کو مار ڈالا۔ دوسرا نمرُود ہے جس نے جنابِ ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالا تیسرا فرعون۔ چوتھا سامری جس نے اپنا دین گوسالہ پرستی کو قرار دیا اور پانچواں وہ شخص جس نے یہودیوں کو اُن کے پیغمبر کے بعد گمراہ کیا[1]۔ اور اِس اُمّت کے چھ اشخاص جن میں تینوں خلفائے جور، مُعاویہ، سرگروہ خوارج نہرواں اور ابنِ ملجم ہے۔ اور جنابِ رسُولِ خدا سے منقول ہے آپ نے فرمایا کہ اگر اس مسجد میں ہزار اشخاص یا زیادہ ہوں اور اہلِ جہنّم میں ایک شخص سانس لے اور اُس کا اثر اُن تک پہنچے تو مسجد اور جو اُس میں ہے سب کو یقیناً جلا دے اور فرمایا کہ جہنّم میں ایسے سانپ ہیں جو موٹائی میں اُونٹوں کی گردن کی طرح ہیں کہ اُن میں ایک اگر کسی کو ڈس لے تو چالیس قرن یا چالیس سال اُسی کی تکلیف میں رہے گا اور اُس صندوق میں

---

[1] چھٹے شخص کا تذکرہ اصل کتاب میں نہیں ہے شاید نادان ہوگا واللہ اعلم کاتب یا خود مؤلف سے سہو ہوا ہو۔ مترجم

کہ میں نے ایسی مخلوق بھی پیدا کی ہے جو تجھ سے زیادہ شقی ہے۔ جا خازن جہنم کے پاس تاکہ اُس کی صورت با جگہ تجھ کو دکھاتے۔ میں مالک خازن جہنم کے پاس گیا اور کہا خداوند بزرگ و برتر تجھ کو سلام کہتا ہے اور فرماتا ہے کہ مجھے اُس کو دکھا دے جو مجھ سے زیادہ شقی ہے۔ مالک مجھے جہنم کی طرف لے گیا اور جہنم پر سے سرپوش اُٹھایا ایک سیاہ آگ باہر نکلی تو میں نے گمان کیا کہ مجھ کو اور مالک کو وہ کھا لے گی۔ مالک نے اُس سے کہا کہ ساکن ہو، وہ ساکن ہوئی پھر مجھ کو طبقۂ دوم میں لے گیا۔ ایک آگ اُس میں سے باہر نکلی جو پہلے طبقہ کی آگ سے زیادہ سیاہ تھی اور زیادہ گرم تھی۔ مالک نے اُس سے بھی کہا کہ ساکن ہو، وہ ساکن ہوئی۔ اسی طرح جس طبقہ میں وہ مجھ کو لے گیا سابق طبقہ سے زیادہ تیرہ و تار اور زیادہ گرم آگ تھی۔ یہاں تک کہ ساتویں طبقہ میں مجھ کو لے گیا۔ اُس میں سے ایک آگ برآمد ہوئی کہ میں نے گمان کیا کہ مجھ کو اور مالک کو اور اُن تمام چیزوں کو جو خدا نے پیدا کی ہے جلا دے گی۔ اُس کو دیکھ کر میں نے اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھ لیا اور کہا اے مالک اس کو حکم دو کہ یہ سرد و ساکن ہو ورنہ میں مر جاؤں گا۔ مالک نے کہا تو وقتِ معلوم تک نہ مرے گا۔ میں نے وہاں دو مردوں کو دیکھا جن کی گردنوں میں آگ کی زنجیریں تھیں اور اُن کو اوپر لٹکایا تھا اور اُن کے سروں پر ایک گروہ کھڑا تھا اور آگ کے گرز ان کے ہاتھوں میں تھے وہ اُن کے سروں پر مارتے تھے۔ میں نے مالک سے پوچھا یہ کون ہیں اُس نے کہا کہ تو نے شاید وہ تحریر نہیں پڑھی جو ساق عرش پر لکھی تھی میں نے اُس کو دیکھا ہے جس کو خدا نے دو ہزار سال قبل اس کے کہ دنیا یا آدمؑ کو پیدا کرے لکھا تھا لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ مُحَمَّدٌ رَّسُوْلُ اللّٰہِ اَیَّدْتُہٗ وَنَصَرْتُہٗ بِعَلِیٍّ یہ دونوں اُن دونوں حضرات کے دشمن اور اُن کو اذیت دینے والے ہیں یعنی منافق اوّل و دوم۔

کلینی نے طولانی حدیث معتبر میں حضرت صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ کتابِ خدا میں کفر کی پانچ صورتیں ہیں۔ منجملہ اُن کے ایک کفر جحود کا ہے اور وہ خدا کی پروردگاری سے انکار کرنا ہے، اور وہ کہتے ہیں کہ کوئی پروردگار نہیں ہے اور نہ کوئی بہشت ہے نہ دوزخ۔ اور یہ قول زندیقوں کے دو گروہ کا ہے جن کو دہریہ کہتے ہیں۔

اور سید ابن طاؤس نے کتاب زہد النبی سے جنابِ امیرؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت رسالت مآبؐ نے فرمایا کہ اُس خدا کی قسم جس کے قبضۂ قدرت میں محمدؐ کی جان ہے اگر زقوم کا ایک قطرہ زمین کے پہاڑوں پر ٹپکا دیا جائے تو سب زمین کے ساتویں طبقہ میں جا کر دھنس جائیں اور اُس قطرہ کا تحمل نہ کر سکیں۔ لہٰذا اُس شخص کا کیا حال ہوگا جس کا طعام وہ ہوگا۔ اور اُس خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر غسلین کا ایک قطرہ زمین کے پہاڑوں پر ٹپکا دیا جائے

سولھویں فصل

تو وہ سب نیچے ساتویں طبقہ زمین تک چلے جائیں اور اُس کے برداشت کی طاقت اُن کو نہ ہوگی لہٰذا اُس شخص کا کیا حال ہوگا جس کے پینے کا پانی وہ ہوگا۔ اور اسی خدا کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے کہ اگر ایک ہتھوڑا جس کا ذکر خداوندِ عالم نے اپنے کلامِ پاک میں کیا ہے۔ زمین کے پہاڑوں پر رکھ دیں تو سب پہاڑ نیچے زمین کے ساتویں طبقہ تک دھنس جائیں اور اُس کے برداشت کی طاقت اُن کو نہ ہوگی پھر کیا حال ہوگا اُس کا جس کے سر کو جہنم میں اُس سے کچلیں گے۔

اُسی کتاب میں مذکور ہے کہ جب یہ آیت نازل ہوئی کہ "یقیناً جہنم تمام کافروں کی وعدہ گاہ ہے جس میں سات دروازے ہیں اور ہر دروازہ کے لیے اُس میں ایک حصّہ کافروں اور گنہگاروں کے لیے مقرر ہے"۔ یہ فرما کر آنحضرتؐ شدّت سے روئے اور آنحضرتؐ کے اصحاب بھی حضرتؐ کے رونے سے روتے اور نہیں جانتے تھے کہ جبریلؑ کیا خبر لائے ہیں اور حضرتؐ سے دریافت بھی نہیں کر سکتے تھے۔ آنحضرتؐ جنابِ فاطمہؑ کو جب دیکھتے تھے تو شاد و خرم ہو جاتے تھے۔ الغرض ایک صحابی جنابِ فاطمہؑ کے درِ اقدس پر گئے تاکہ اُنؑ کو بُلا لائیں تو معلوم ہُوا کہ وہ آٹا گوندھ رہی ہیں اور فرماتی جاتی ہیں کہ وما عنداللہ خیر وابقیٰ صحابی نے معصومۂ عالم کو سلام کہلایا اور آنحضرتؐ کے رونے کا حال بیان کیا۔ یہ سُن کر جنابِ فاطمہؑ اُٹھیں اور چادرِ کہنہ سر پر لپیٹی جس میں چودہ جگہوں پر لیفِ خرما کے پیوند لگے تھے۔ جب حضرت سلمانؓ کی نگاہ اُس چادر پر پڑی تو رونے لگے اور کہا واحزناہ قیصر بادشاہ رُوم اور کسریٰ بادشاہ عجم ریشم و سندس پہنیں اور فاطمہؑ دخترِ محمد صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جو بہترینِ خلق ہیں ایسا لباس پہنتی ہیں۔ الغرض جب حضرت فاطمہؑ اپنے پدرِ بزرگوار کی خدمت میں آئیں تو عرض کیا یا رسول اللہؐ سلمانؓ تعجب کرتے ہیں کہ میرا لباس ایسا ہے اُس خدا کی قسم جس نے آپؐ کو سچائی کے ساتھ خلق پر مبعوث کیا ہے کہ میرے اور علیؑ کے لیے سوائے اُس گوسفند کی کھال کے کچھ نہیں ہے جس پر دن میں اونٹ دانہ کھاتا ہے اور رات کو ہم اُسے اپنے نیچے بچھا لیتے ہیں اور ہمارے سر کے نیچے چمڑے کا تکیہ ہوتا ہے جس میں خرمے کی پتیاں بھری ہوئی ہیں۔ یہ سُن کر جنابِ رسولِ خداؐ نے فرمایا اے سلمانؓ میری دختر اُس گروہ میں ہوگی جو سب سے پہلے جنت میں جائے گا۔ مختصر یہ کہ جنابِ فاطمہؑ نے پوچھا کہ اے پدرِ بزرگوار آپ کے رونے کا کیا سبب ہُوا۔ حضرتؐ نے فرمایا کہ جبریلؑ ابھی آئے اور یہ دو آیتیں لائے تھے۔ جنابِ فاطمہؑ نے وہ دونوں آیتیں سُنیں تو دروازہ کے سامنے گر پڑیں اور کہا کہ وائے ہو اُس پر جو جہنم میں داخل کیا جائے اور سلمانؓ نے کہا کاش میں ایک گوسفند ہوتا اور مجھ کو ذبح کرتے اور میرا گوشت کھایا جاتا اور میں جہنم کا ذکر نہ سُنتا اور حضرت ابُوذرؓ نے کہا کاش میں پیدا نہ ہوا ہوتا اور جہنم کا نام نہ سُنتا جنابِ عمارؓ

بولے کاش میں کوئی پرندہ ہوتا اور جنگلوں میں پرواز کرتا اور میرے لیے کوئی حساب اور عذاب نہ ہوتا اور میں جہنم کا نام نہ سنتا۔ اور جناب امیرؑ نے فرمایا کاش درندے میرا گوشت کھاتے یا میں پیدا نہ ہوا ہوتا اور جہنم کا نام نہ سنتا۔ پھر جناب امیرؑ نے سر پر ہاتھ رکھا اور روتے تھے اور کہتے تھے آہ کیسا دراز سفر ہے اور قیامت کے سفر میں زادِ راہ کس قدر کم ہے جہنم میں ڈالے جاتے ہیں اور آگ کے آنکڑے سے لوگوں کے گوشت جسم سے چھیلے جاتے ہیں۔ آہ آہ! وہاں وہ بیمار ہیں جن کی عیادت کے لیے کوئی نہیں جاتا اور ایسے زخمی ہیں جن کے زخموں کا کوئی علاج نہیں کرتا اور ایسے قیدی ہیں جن کی رہائی کی کوئی کوشش نہیں کرتا۔ آگ کھاتے ہیں اور آگ پیتے ہیں اور جہنم کے طبقوں کے درمیان سراسیمہ پھرتے ہیں اور نرم و عمدہ لباس پہننے کے بعد آگ کے کپڑے پہنتے ہیں اور عورتوں سے بغلگیر ہونے کے بعد شیاطین سے لپٹتے ہیں۔

جہنم کے اوصاف اور اس کے عذاب اور سختیوں اور تکلیفوں کے بارے میں آیتیں اور حدیثیں بہت ہیں۔ ہم نے اس کتاب میں اسی قدر درج کرنے پر اکتفا کی۔ اکثر بحارالانوار میں جمع کر دی ہیں۔ خداوندِ عالم تمام مومنین کو خوابِ غفلت سے بیدار کرے اور ضلالت کی بیہوشی سے ہوش میں لائے۔ بحق محمدؐ و آلِ محمدؐ۔ آمین ثم آمین۔

سترھویں فصل — اعراف کا بیان :

خداوندِ عالم نے فرمایا ہے کہ اہلِ بہشت اصحابِ دوزخ کو آواز دیں گے کہ ہم نے اپنے پروردگار سے وہ تمام ثواب پائے جن کا ہم سے وعدہ کیا گیا تھا اور وہ سب حق اور سچ تھا تو کیا تم نے بھی وہ تمام عقوبات اور عذاب پائے جن کا تم سے تمہارے پروردگار نے وعدہ کیا تھا کہ وہ سب حق تھا تو وہ کہیں گے ہاں۔ اس وقت ایک مؤذن اذان کہے گا۔ یعنی اُن کے درمیان ندا دے گا جس کو جنتی اور دوزخی دونوں گروہ سنیں گے کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے جو راہِ خدا سے لوگوں کو منع کرتے تھے اور خدا کی راہ میں کجی نکالتے تھے۔

عامہ و خاصہ کے طریقہ سے متواترہ حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ جو مؤذن روزِ قیامت یہ ندا دے گا وہ حضرت امیرالمومنین علیہ السّلام ہوں گے اور ابنِ عباس سے مروی ہے کہ کتابِ خدا میں علیؑ کے بہت سے نام ہیں جن کو لوگ نہیں جانتے۔ ایک نام مؤذن ہے جو اس آیت میں وارد ہوا ہے اور وہ ندا دیں گے کہ ظالموں پر خدا کی لعنت ہے۔ جنھوں نے میری ولایت و امامت کی تکذیب کی اور میرے حق کو خفیف کیا۔ اس کے بعد فرمایا ہے کہ دوزخ اور بہشت کے درمیان ایک پردہ ہوگا۔ بیان کرتے ہیں کہ وہ اعراف ہے جو جہنم اور بہشت کے درمیان ایک حصار ہے۔ کہتے ہیں کہ اعراف پر چند مرد ہوں گے جو ہر ایک کو اُس کی پیشانی سے پہچان لیں گے اور بہشتی لوگوں کو آوازیں دیں گے کہ تم پر سلام ہو۔ اور وہ ابھی داخلِ بہشت نہ ہوئے ہوں گے اور

اعراف کا بیان سترھویں فصل پانچواں باب

بھی مُسلمانوں کے درمیان کوئی اختلاف نہیں ہے کہ کفّار و مُنافقین جن پر حجت تمام ہوگئی ہوگی ہمیشہ عذابِ جہنّم میں رہیں گے اور ان کا عذاب کبھی کم اور ہلکا نہ ہوگا۔ اس بارے میں بہت سی آیتیں گزر چکیں اور کفّار کے اطفال اور جنین یقیناً داخلِ بہشت نہ ہوں گے اور یہ گزر چکا کہ آیا وہ بہشت میں داخل ہوں گے یا اعراف میں رہیں گے یا اُن کو دُوسری تکلیف دے کر امتحان لیا جائے گا۔ اور اکثر ضعیف العقل لوگ جو حق و باطل میں تمیز نہیں کر سکتے یا وہ گروہ جو اسلامی شہروں سے دُور رہتے ہیں اور دین کی تلاش نہیں کر سکتے یا زمانہ جاہلیت و فترت میں رہتے ہوں اور حجت اُن پر تمام نہیں ہُوئی ہوگی وہ مرجون لامر اللہ میں داخل ہیں اُن کے لیے نجات کا احتمال ہے اور اس میں اختلاف نہیں ہے کہ جو شخص ضروریات دین اسلام میں سے کسی ایک کا انکار کرے وہ حکم کفّار میں ہے اور ہمیشہ جہنّم میں رہے گا اور ضروریِ دین اسلام سے یہ ہے کہ جو دینِ اسلام میں بدیہی رہا ہو، اور جو شخص اس دین میں ہوتا ہے اس کو جانتا ہے سوائے اس کے جو شاذ و نادر مثل اُس کے ہے جو تازہ مُسلمان ہوا ہو۔ اور ابھی اُس کے نزدیک ضروری نہ ہُوا ہو، جیسے نماز و روزۂ ماہ مُبارک رمضان و حج و زکوٰۃ اور انہی کے مثل جو اُن امُور کو ترک کرتا ہے کافر نہیں ہے اور جو شخص ان امُور کے ترک کو حلال جانتا ہو کافر ہے اور مستحقِ قتل ہے۔ اسی طرح اگر اُس سے کوئی فعل عمداً صادر ہو جو دین کی اہانت یا محرماتِ الٰہی میں سے ہو جو عمداً قرآن مجید کو جلاتا ہے یا نابدان میں پھینکتا ہے یا اُس کو پیروں سے کچلتا ہے یا حق تعالیٰ یا فرشتوں کو یا کسی پیغمبر کو گالی دیتا ہے یا ایسی بات کہتا ہے جو استخفاف کا باعث ہو خواہ نظم میں ہو یا نثر میں یا کعبہ معظمہ کو بے سبب خراب کرتا ہو یا عمداً اُس میں پیشاب یا پائخانہ کرتا ہو، اسی طرح جنابِ رسُولِ خداؐ اور آئمہؑ کے روضہ ہائے مُقدّس کی اہانت قول یا فعل سے کرتا ہو یا قول و فعل سے جنابِ امام حسین علیہ السّلام کی تربت شریف کی بے ادبی کرتا ہو یا مثل اُس کے کہ العیاذاً باللہ اُس میں استنجا کرتا ہو۔ یا کتبِ حدیث شیعہ کی بے ادبی کرتا ہو۔ اور بعض کتب فقہ شیعہ کو بھی اسی قابل سمجھتا ہو کہ کسی عبادت کا مذاق اُڑاتا ہو جو ضروریِ دین سے ہو یا اہانت کرتا ہو۔ یا بُت یا غیر بُت کو اپنا معبُود قرار دیتا ہو، اور اس کو عبادت کے قصد سے سجدہ کرتا ہو یا کافروں کے طریقہ کو جو اظہار کُفر کے ضمن میں ہو ظاہر کرتا ہو۔ جیسے زنار اس قصد سے باندھتا ہو یا ہندوؤں کے طریقے سے اُن کے شعار کے اظہار کے قصد سے اپنی پیشانی پر ٹیکہ لگاتا ہو کافر اور مستحق قتل ہے۔ یہ تمام امُور بعض دوسرے امورِ دین کی ضروریات کے ضمن میں مذکور ہوں گے اِنشاء اللہ اور غیر شیعہ امامیہ جیسے زیدیہ اور سنیوں کے فرقے اور فطحیہ، واقفیہ، کیسانیہ ناودسیہ اور تمام مخالفین فرقے۔ اگر ضروریات دین اسلام میں کسی کا انکار کریں تو وہ سب کافر ہیں

حق الیقین جلد 2

و آخرت دونوں میں کافر کا حکم رکھتے ہیں اور آخرت میں ہمیشہ جہنّم میں رہیں گے۔ سیّد مرتضیٰ اور ایک جماعت کے لوگ اسی کے قائل ہیں اور اکثر علمائے امامیہ کا اعتقاد یہ ہے کہ دُنیا میں حکم اسلام ان پر جاری ہے اور آخرت میں جہنّم میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور بعضوں نے کہا ہے کہ جہنّم میں داخل ہونے کے بعد باہر نکالے جائیں گے۔ لیکن بہشت میں داخل نہ ہوں گے بلکہ اعراف میں رہیں گے، اور شاذ و نادر لوگ قائل ہیں کہ طویل عذاب کے بعد بہشت میں داخل ہوں گے اور یہ قول نادر اور ضعیف ہے

اور علامہ حلی نے شرح یاقوت میں لکھا ہے کہ جو لوگ کہتے ہیں کہ نص خلافت امیرالمومنینؑ پر نہیں ہوئی ہے۔ اُن کے بارے میں ہمارے اکثر اصحاب قائل ہیں کہ وُہ کافر ہیں اور بعضوں نے کہا ہے کہ وہ فاسق ہیں۔ ایسے لوگوں نے اُن کی آخرت کے حکم کے بارے میں اختلاف کیا ہے اکثر لوگوں نے کہا ہے کہ وہ ہمیشہ جہنّم میں رہیں گے اور بعض نے کہا ہے کہ وہ عذاب سے رہائی پائیں گے اور بہشت میں جائیں گے اور یہ قول مصنّف کے نزدیک نادر ہے اور وہ قائل ہے کہ وہ عذاب سے رہائی پائیں گے۔ لیکن بہشت میں نہ جائیں گے اور جو روایتیں مخالفین کے کفر پر دلالت کرتی ہیں اور یہ کہ وہ ہمیشہ جہنّم میں رہیں گے اور اُن کے اعمال مقبُول نہیں ہیں وہ عامہ و خاصہ کے طریقوں سے متواتر ہیں اور جو قول اُن کے بارے میں یہ ہے کہ وہ ہمیشہ جہنّم میں نہ رہیں گے یا بہشت میں داخل ہوں گے وہ نہایت ندرت کا قول ہے اور اُس کا قائل معلوم نہیں۔ یہ قول متاخرین متکلّمین میں ظاہر ہوا ہے جو اخبار و آثار و اقوال قدما سے واقف نہیں ہیں۔ ابن بابویہ نے رسالہ عقائد میں لکھا ہے کہ جو شخص امامت کا دعوےٰ کرے اور وُہ

درحقیقت امام نہ ہو وہ ظالم و ملعُون ہے۔ اور جو شخص امامت کا اُس کے اہل کے غیر کا قائل ہو وہ بھی ظالم و ملعُون ہے، اور جناب رسُولِ خداؐ نے فرمایا ہے کہ جو شخص میرے بعد علیؑ کی امامت سے انکار کرے تو اُس نے میری پیغمبری سے انکار کیا ہے اور جو شخص میری پیغمبری سے انکار کرے اُس نے خدا کی پروردگاری سے انکار کیا ہے اور کہا ہے کہ ہمارا اعتقاد اُس کے حق میں جو امیرالمومنینؑ کی امامت اور ان کے بعد کے اماموں کی امامت سے انکار کرے اُس کے مانند ہے کہ جس نے پیغمبروں کی پیغمبری سے انکار کیا ہے اور اُس شخص کے بارے میں ہمارا اعتقاد یہ ہے جو امیرالمومنینؑ کی امامت کا اقرار کرے اور ان کے بعد اماموں میں سے کسی ایک کی امامت سے انکار کرے تو وہ ایسے شخص کے مانند ہے جو تمام پیغمبروں پر تو ایمان لاتا ہے اور محمّد (صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) کی پیغمبری سے انکار کرتا ہے اور حضرت صادق علیہ السّلام نے فرمایا کہ ہمارے آخر کا منکر ہمارے اوّل کا منکر ہے اور جناب رسُولِ خداؐ نے فرمایا ہے کہ میرے بعد بارہ امام ہوں گے اُن میں سے سب سے پہلے امام حضرت امیرالمومنینؑ ہیں اور ان میں سب سے آخر

حضرت قائمؑ ہیں۔ ان کی اطاعت میری اطاعت ہے جس نے اُن میں سے کسی ایک کا انکار کیا اُس نے میرا انکار کیا اور حضرت صادقؑ نے فرمایا کہ جو شخص ہمارے دُشمنوں کے کُفر میں شک کرے وہ ہم پر ظلم کرنے والا کافر ہے اور ہمارا اعتقاد اُن کے بارے میں جنھوں نے حضرت علیؑ سے جنگ کی ہے پیغمبر کے ارشاد کے مانند ہے کہ جو علیؑ سے جنگ کرے اُس نے مجھ سے جنگ کی اور جس نے مجھ سے جنگ کی اُس نے خدا سے جنگ کی ہے اور آنحضرتؐ کا یہ ارشاد کہ میری اُس کے ساتھ جنگ ہے جو علی و فاطمہ و حسنین علیہم السلام سے جنگ کرتا ہے اور میری صُلح ہے اُس سے جو ان سے صلح رکھتا ہے اور ہمارا اعتقاد بیزاری سے متعلق یہ ہے کہ چار و بُتوں سے بیزاری اختیار کی جائے جن میں تین مشہور منافق اور چوتھا مُعاویہ ہے اور چار عورتیں ہیں جن میں دو منافقہ مشہور ہیں جو ہند اور ام الحکیم ہیں اور ان کے سارے پیروی کرنے والوں اور فرمانبرداروں سے بیزاری رکھنا چاہیئے اور یہ کہ وہ خلقِ خدا میں سب سے بدتر ہیں اور یہ کہ اعتقاد کامل نہیں ہوتا مگر یہ کہ خدا و رسولؐ و ائمہؑ کے اقرار اور ان کے دُشمنوں سے بیزاری کے ساتھ کامل ہوتا ہے۔

اور شیخ مفید نے کتاب المسائل میں کہا ہے کہ امامیہ کا اس پر اتّفاق ہے کہ جو شخص اماموں میں سے کسی ایک امام کی امامت سے اِنکار کرے اور اُن کی اطاعت کے فرائض میں سے کسی چیز سے اِنکار کرے جس کو خُدا نے اُس پر واجب کیا ہے تو وُہ کافر ہے اور گمراہ ہے اور جہنّم میں ہمیشہ رہنے کا مستحق ہے۔ دُوسرے مقام پر ارشاد فرمایا ہے کہ امامیہ کا اس پر اتّفاق ہے کہ اہل بدعت سب کافر ہیں اور امام پر لازم ہے کہ اُن سے توبہ کرائے جس وقت کہ وہ متمکّن ہو اس کے بعد جبکہ اُن کو دینِ حق کی دعوت دے اور اُن پر حجت تمام کرے۔ اگر وہ اپنی بدعتوں سے توبہ کریں اور راہِ راست پر آجائیں تو قبول کرے ورنہ ان کو قتل کر دے اس لئے کہ وہ ایمان سے مُرتد ہو گئے ہیں اور جو شخص اسی مذہب پر مَر جاتے وہ اہلِ جہنّم سے ہے اور سیّد مرتضیٰ نے شافی میں اور شیخ طوسی نے تلخیص میں کہا ہے کہ ہم امامیہ کے نزدیک یہ ثابت ہے کہ جو شخص جناب امیرؑ سے جنگ کرے وہ کافر ہے اور اس پر فرقہ حقہ، امامیہ کا اجماع دلیل ہے اور ان کا اجماع حجت ہے نیز ہم جانتے ہیں کہ جو شخص حضرتؑ سے جنگ کرتا ہے وہ حضرتؑ کی امامت کا منکر ہوگا اور اُن کی امامت کا انکار کفر ہے جس طرح انکارِ نبوّت کفر ہے کیونکہ اس بارہ میں دونوں علت ایک طرح کی ہے لہٰذا بہت سی حدیثوں سے اِستدلال اس بارہ میں کیا ہے اور شیخ زین الدین نے رسالہ حقائق الایمان میں بھی بہت باتیں اس بارے میں کی ہیں اور معلوم ہوتا ہے کہ ان کا واقعی کفر اجماعی جانتے ہیں اور جو کچھ اس بارے میں حدیثوں سے ظاہر ہوتا ہے یہ ہے کہ مخالفین

لوگوں کے واسطے کوئی خوف نہیں ہے۔ آپ لوگ کبھی غمگین اور اندوہناک نہ ہوں گے اور علل میں جناب موسیٰ کاظمؑ سے روایت کی ہے کہ ہر نماز کے وقت جبکہ یہ لوگ نماز ادا کرتے ہیں تو خدا ان پر لعنت کرتا ہے۔ لوگوں نے کہا کیوں ایسا ہے۔ فرمایا اس لیے کہ امامت کے متعلق ہمارے حق کا انکار کرتے ہیں اور ہماری تکذیب کرتے ہیں اور معانی الاخبار میں بسند معتبر منقول ہے کہ حضرت صادقؑ نے حمران سے فرمایا کہ دین حق اور اہلبیتؑ کی ولایت کی رسّی کو اپنے اور تمام اہلِ عالم کے درمیان کھینچو جو شخص ولایت و امامت اہلبیتؑ کے بارے میں تمہارا مخالف ہوگا۔ اگرچہ وہ محمدؐ و علیؑ و فاطمہؑ کے نسل سے ہو وہ زندیق ہے اور مثل صحیح دوسری سند حسن سے روایت کے مطابق فرمایا کہ جو شخص تمہاری مخالفت کرے اور ریسمان ولایت سے باہر ہو جائے اُس سے علیحدگی اختیار کرو ہر چند وہ علی و فاطمہ علیہما السلام کی نسل سے ہو اور انہی حضرتؑ سے عقاب الاعمال میں روایت کی ہے کہ حق تعالیٰ نے علیؑ کو اپنے اور اپنی خلق کے درمیان نشان قرار دیا ہے اور اس کے علاوہ کوئی نشان نہیں ہے۔ جو شخص اُن کی پیروی کرتا ہے مومن ہے اور جو انکار کرتا ہے کافر ہے اور جو شخص اس کے بارے میں شک کرے مشرک ہے۔ ایضاً انہی حضرتؑ سے منقول ہے اگر تمام لوگ جو زمین میں ہیں حضرت امیرالمومنینؑ سے انکار کریں تو خدا سب کو معذب فرمائیگا۔ اور جہنم میں داخل کرے گا۔ ایضاً اکمال الدین میں حضرت کاظم علیہ السّلام سے مروی ہے کہ جو شخص ہر زمانہ کے امام کی شخصیت اور اُن کی نصیحت کے بارے میں شک کرے وہ کافر ہوگیا اُن تمام اُمور سے جو خُدا نے نازل کیا ہے، اور کتاب اختصاص میں حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ ائمہ اطہارؑ ہمارے پیغمبرؐ کے بعد بارہ نجیب ہیں جن سے فرشتہ باتیں کرتا ہے اور جو شخص اُن میں سے ایک بھی کم یا زیادہ کرے گا۔ خدا کے دین سے خارج ہو جائے گا اور ہماری ولایت سے

کچھ بہرہ ور نہ ہوگا۔ اور تقریب المعارف میں روایت کی ہے کہ حضرت علی بن الحسین علیہ السّلام کے آزاد کردہ نے انہی حضرتؑ سے پوچھا کہ آپ کے اُوپر میرا کچھ حقِ خدمت ہے۔ لہٰذا مجھے اوّل و دوم کے حال سے آگاہ فرمائیے حضرتؑ نے فرمایا وہ دونوں کافر تھے اور جو شخص ان کو دوست

رکھتا ہے وہ بھی کافر ہے۔ ایضاً روایت کی ہے کہ ابوحمزہ ثمالی نے انہی حضرتؑ سے اوّل و دوم کے بارے میں دریافت کیا۔ فرمایا کہ وہ کافر تھے اور جو اُن کی ولایت کا اقرار کرتا ہے وہ بھی کافر ہے

اس بارے میں حدیثیں بہت ہیں جو متفرق کتابوں میں درج ہیں اور اکثر بحارالانوار میں مذکور ہیں اور شیعہ امامیہ کے بڑے بڑے لوگ جن سے گناہانِ کبیرہ سرزد ہوئے ہوں گے اور بغیر توبہ مر گئے ہوں گے عُلمائے امامیہ کے درمیان اختلاف نہیں ہے کہ وہ ہمیشہ جہنم میں نہ رہیں گے اور جناب رسُولِ خداؐ اور ائمہ اطہار علیہم السّلام کی شفاعت یقیناً اُن کو حاصل ہوگی جیسا کہ بیان

خیرٌ من النوم کا اذان میں غیر مستحب ہونا اور سجدہ دوم کے بعد ایک احتمال پر جلسہ استراحت اور سجدہ شکر کا بعد نماز مستحب ہونا اور زیارت قبور رسول خدا اور آئمہ اطہارؑ اور ان کی تعظیم و تعمیر کا بلکہ شیعوں کے صالحین اور عزیزوں اور رشتہ داروں کی قبروں کی زیارت کا مستحب ہونا مطلقاً بنا بر اظہر۔ اور کتے اور تمام درندوں کے اور حشرات الارض کے گوشت کا حرام ہونا جیسے بلی سانپ وغیرہ انہیں کے مثل کا بھی حرام ہونا بنا بر احتمال اظہر اور محارم کے ساتھ عضو تناسل پر کپڑا لپیٹ کر وطی کرنے کی حرمت احتمال پر بلکہ جہریہ قول کے نہ ہونے کے ساتھ مطلقاً اور عبادات کا ساقط نہ ہونا ان تمام امور کو مجملاً ضروریات دین اسلام میں شمار کیا جا سکتا ہے اور جن امور کا دین و ایمان اور مذہب اثنا عشری میں ظہور اس حد تک پہنچا ہو کہ جو شخص اس دین میں داخل ہو جان لے تو یہ سب ضروریات دین و ایمان میں سے ہوگا اور ان کا انکار اس کے بانی کا انکار ہے۔ اگرچہ اکثر علماء کے کلام میں اس کی تصریح نہیں ہے لیکن ان کی دلیل سے اس دین کے ضروری ہونے کے سبب سے منکر کا کفر لازم آتا ہے اور بہت سی حدیثوں میں وارد ہوا ہے کہ ہم میں سے نہیں ہے وہ جو ہماری رجعت پر ایمان نہ رکھتا ہو اور متعہ کو حلال نہ جانتا ہو اور اول و دوم اور ان کے گروہ سے اور تمام دشمن اور مخالفین سے علیحدگی اور برأت نہ رکھتا ہو۔ احادیث متواترہ میں وارد ہوا ہے کہ جو شخص ان سے بیزاری اختیار نہ کرے وہ ہمارا شیعہ نہیں بلکہ ہمارا دشمن ہے اور کتاب نفحات الاموات میں عامہ و خاصہ کے طریقہ سے متواتر حدیثیں اس بارے میں لکھی گئیں اور اس سے زیادہ بحار الانوار میں لکھی گئی ہیں اور رسالہ شرائع دین میں حضرت امام رضاؑ سے جو آپ نے مامون کے لیے لکھا تھا مروی ہے کہ آپ نے فرمایا ہے کہ صرف اور خالص ایمان وہ ہے کہ گواہی دو کہ خدا یکتا ہے اور اپنا شریک نہیں رکھتا اور واحد حقیقی ہے اور اعضا و جوارح نہیں رکھتا اور تمام خلق اس کی محتاج ہے اور وہ اپنی ذات سے قائم ہے اور تمام چیزیں اسی کے سبب سے قائم ہیں اور وہ سننے والا اور دیکھنے والا اور تمام امور پر قادر ہے اور ہمیشہ سے ہے اور ہمیشہ رہے گا۔ وہ ایسا عالم ہے کہ کسی چیز سے ناواقف نہیں اور ایسا قادر ہے کہ کبھی عاجز نہیں ہوتا اور ایسا بے نیاز ہے کہ کبھی محتاج نہیں ہوتا اور ایسا عادل ہے کہ کبھی ظلم نہیں کرتا ہر چیز کا پیدا کرنے والا ہے۔ اس کے مثل کوئی چیز نہیں ہے۔ وہ اپنا کوئی شبیہ اور ضد اور ہمسر نہیں رکھتا اور وہی عبادت، دعا، اس سے امیدوار ہونے اور ڈرنے میں مقصود خلق ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس کے بندہ اور امین اور اس کی مخلوق میں سب سے برگزیدہ ہیں اور تمام انبیا سے بہتر ہیں اور خاتم المرسلین ہیں ان کے بعد کوئی پیغمبر نہ ہوگا۔ ان کی ملت اور شریعت کو کوئی بدلنے والا نہیں ہے۔ جو کچھ حضرتؐ نے خدا کی جانب سے خبر دی ہے حق ہے اور اس کی تصدیق

حق الیقین ۔۔ کفر و ارتداد کے معنی کے بیان میں (پانچویں اصل) حقیقی شیعہ کی شناخت

نہ ہو تو حرمت پر تاکید کرنا مشکل ہے۔ اور ہر حال میں بغیر ضرورت و بلا مصلحت کی قید لگانا چاہیئے۔
چنانچہ کلینی نے بسند صحیح عبدالرحمٰن ابن حجاج سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں نے حضرت امام
موسیٰ کاظم علیہ السّلام کی خدمت میں عرض کی کہ اگر مجھے طبیب نصرانی کی حاجت ہو تو کیا میں اُس کو
سلام کروں اور دُعا کروں؟ حضرتؑ نے فرمایا ہاں لیکن تمھاری دُعا اس کو فائدہ نہ دے گی۔ ایضاً
بسند حسن مثل صحیح کے بھی اس مضمون کی روایت کی ہے اور علّامہ نے کہا ہے کہ اہلِ ذمّہ پر سلام کی
ابتداء نہ کرنی چاہیئے۔ اور اگر ذمی یعنی کسی کافر کو سلام کیا جو امان میں ہو یا جو شخص اس کو نہ پہچانے
اور سلام کے بعد معلوم ہو کہ وہ ذمی تھا تو اُس کے جواب میں بغیر سلام کے کہے هداك الله یعنی
خدا تیری ہدایت کرے۔ انعم الله صباحك یعنی خدا تیرے صبح کرنے کو نیک کرے یا اطال
الله بقائك یعنی خدا تیری زندگی کو دراز کرے۔ اور اگر سلام کا جواب دے تو کہے وعلیك
علّامہ کا کلام تمام ہُوا۔ اور بسند حسن مثل صحیح کے حضرت امام محمّد باقرؑ سے منقول ہے کہ رسولِ خداؐ
نے فرمایا کہ اگر کوئی مُسلمان تم کو سلام کرے۔ تو کہو وعلیک السّلام اور اگر اہلِ ذمّہ سلام کرے تو کہو
علیک۔ اور بسند موثق حضرت صادقؑ سے منقول ہے کہ امیرالمومنینؑ نے فرمایا کہ اہلِ کتاب سے
سلام کی ابتداء نہ کرو۔ اگر وہ تم کو سلام کریں تو جواب میں کہو وعلیکم۔ اور بسند موثق دیگر حضرت
صادقؑ سے منقول ہے کہ اگر یہودی و نصرانی اور مشرک و بُت پرست کسی پر سلام کرے اور وہ
بیٹھا ہو تو کہے علیکم اور دوسری موثق مثل صحیح حدیث میں فرمایا کہ کہو علیک۔ الغرض ان احادیث
معتبرہ سے معلوم ہوا کہ کفار سے مطلقاً سلام کی ابتدا نہ کرنی چاہیئے اور دوسری حدیثیں اس بارے
میں بہت ہیں۔ مگر ضرورت کے موقع پر اُن کے جواب میں علیک یا وعلیک یا علیکم یا وعلیکم 'واو'
کے ساتھ دونوں جائز ہے اور بعض عامہ نے واؤ کے ساتھ تجویز نہیں کیا ہے اور کیا ان کو پورا
سلام نہ کرنا چاہیئے؟ بعض نے مکروہ اور بعض نے حرام جانا ہے۔ احوط ترک ہے۔ کیا اُن کا ان
مذکورہ جوابوں میں سے کسی ایک سے جواب دینا واجب ہے؟ اس میں اختلاف ہے اور احوط
یہ ہے کہ ترک نہ کرے۔ اور اُن غیر سلام کی عبارتوں کو علّامہ نے کہا ہے کہ میں نے کسی حدیث میں
نہیں دیکھا ہے اور کلینی نے حضرت امام رضاؑ سے روایت کی ہے کہ حضرت صادقؑ سے لوگوں
نے کہا کہ یہودی و نصرانی کے لیے ہم کیسے دُعا کریں۔ آپ نے فرمایا تم کہو بارك الله لك فی دنیاك
یعنی خدا تمھاری دُنیا میں تم کو برکت دے۔ اور خالد قلانسی سے روایت کی ہے وہ کہتے ہیں کہ میں
نے حضرت صادقؑ سے عرض کی کہ میں ایک ذمّی سے مُلاقات کرتا ہوں اور وہ مجھ سے مصافحہ کرتا
ہے۔ فرمایا اپنے ہاتھ کو خاک یا دیوار پر مل لو۔ میں نے عرض کی ناصبی اور دشمن اہلِ بیت سے مصافحہ
کا کیا حکم ہے۔ فرمایا اپنے ہاتھ کو دھوؤ۔ اور حدیث صحیح میں حضرت باقرؑ سے روایت کی ہے کہ

هٰذَا بَصَائِرُ لِلنَّاسِ وَهُدًى وَرَحْمَةٌ لِقَوْمٍ يُوقِنُونَ

الحمد للہ والمنہ کہ بعد کشاکش یک عالم رنج و غم و تراکم مصائب پیہم کہ بوجہ انتقال دو فرزندان نوجوانان کہ یکی بسن ہیجدہ و دوم بسن بست و یک سالگی داغ مفارقت خویش بر قلب مجروح مترجم گزاشتند

ضمیمہ جات مقبول ترجمہ و حواشی

مرتبہ و مولفہ و مترجمہ

عالی جناب فضائل مآب مہبط فیوض ربانی دقیقہ شناس رموز قرآنی نکتہ سنج حقائق فرقانی متکلم مناظر لاثانی حضرت مولانا مولوی حکیم سیدی حاجی مقبول احمد صاحب قبلہ دہلوی مدظلہم العالی دام فیوضہم

حیدری کتب خانہ مرزا علی اسٹریٹ امام باڑہ روڈ بمبئی ۹

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ضمیمجات پارۂ چہارم

ضمیمہ نوٹ نمبر ۲ متعلق صفحہ ۹۷

کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے اور من لایحضرہ الفقیہ اور تفسیر عیاشی میں جناب امام محمد باقر علیہ السلام سے کہ جب اللہ تعالےٰ نے یہ چاہا کہ زمین کو پیدا کرے تو اُس نے ہواؤں کو حکم دیا اور ہوا نے پانی کو خوب ٹکرایا جس سے موج پیدا ہو گئی پھر جھاگ بنے پھر جھاگ مل کر اکٹھے ہوئے پھر ان سب کو اس جگہ جمع کر دیا جہاں بیت اللہ ہے پھر اُنہی جھاگوں سے ایک پہاڑ بنا دیا۔ پھر اُسی کے نیچے سے زمین پھیلا دی اور خدائے تعالےٰ کے اس قول کا یہی مطلب ہے۔ اِنَّ اَوَّلَ بَیْتٍ وُّضِعَ لِلنَّاسِ لَلَّذِیْ بِبَکَّةَ مُبٰرَکًا (دیکھو صفحہ ۹۷ سطر ۹) اور من لایحضرہ الفقیہ میں اتنا اور زیادہ ہے کہ زمین میں پہلی جگہ جو خدائے تعالےٰ نے پیدا کی وہ کعبہ ہے۔ پھر اُس سے اور زمین پھیلائی گئی اور اُس کتاب میں یہ بھی ہے کہ خدائے تعالےٰ نے ہر چیز میں سے ایک چیز کو پسند فرمایا ہے چنانچہ ساری زمین میں سے کعبہ کی جگہ کو پسند فرمایا ہے۔ علل الشرائع میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مکہ کا نام بکہ اس لئے رکھا گیا کہ مرد بھی اس میں روتے ہیں اور عورتیں بھی۔ اور عورت وہاں تمہارے آگے اور پیچھے اور داہنے اور بائیں اور سامنے نماز پڑھ سکتی ہے اور اس کا کچھ بھی مضائقہ نہیں حالانکہ عورت کا اس طرح نماز پڑھنا اور تمام ملکوں میں مکروہ ہے۔ الخصال میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مکہ کے پانچ نام ہیں اُمّ القریٰ۔ مکہ۔ بکہ۔ بساسہ (اس کے معنی یہ ہیں کہ جو اس میں رہکر ظلم کرتا ہے اُسے یا تو خلع کر دیتا ہے یا ہلاک) اور اُمّ رحم (اس کا یہ مطلب ہے کہ جو اس میں آرہے ہیں اُن پر خدا رحم کرتا ہے) اسی کے ہم معنی ایک حدیث من لایحضرہ الفقیہ میں منقول ہے نیز اُسی کتاب میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ مکانِ کعبہ کو پروردگارِ عالم نے حضرت آدم علیہ السلام کی خاطر جنت سے اُتارا تھا اُس وقت وہ ایک سفید موتی تھا پھر اُسے اللہ تعالیٰ نے آسمان کی طرف اُٹھا لیا فقط اُس کی بنیاد باقی رہ گئی اور وہ موجودہ بیت اللہ کے گرداگرد ہے۔ اور ہر روز اس میں ستر ہزار فرشتے حکمِ خدا سے آتے ہیں جو پھر دوبارہ نہیں آسکتے۔ پس خدائے تعالےٰ نے حضرت ابراہیم اور اسمٰعیل علیہما السلام کو حکم دیا کہ اُنہی بنیادوں پر اس مکان کو بنائیں۔ من لایحضرہ الفقیہ اور کافی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے منقول ہے کہ کعبہ کی زمین کل روئے زمین پر ایک بلند ٹیلا تھا جو سورج اور چاند کی طرح چمکتا تھا۔ یہ حالت اُس وقت تک رہی جب تک کہ آدم علیہ السلام کے بیٹوں میں سے ایک نے دوسرے کو قتل نہ کیا۔ اس واقعہ کے بعد وہ

عرض کی کہ پروردگارا! بدکار تو اپنی بدی کے سبب عذاب پائیں گے۔ یہ نیکوکار کیوں عذاب دیے جائیں گے؟ ارشاد ہوا کہ اس سبب سے کہ بدکاروں کی بدیوں سے چشم پوشی کیا کرتے تھے۔ اور میرے ناراض ہونے پر بھی اُن سے ناراض نہ ہوتے تھے۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۷ متعلق صفحہ ۹۹

اُن پانچ جھنڈوں میں سے پہلا جھنڈا اس اُمّت کے گوسالہ (ابوبکر) کا ہوگا۔ اس میں آنحضرتؐ فرماتے ہیں کہ میں ان لوگوں سے سوال کرونگا کہ تم نے میرے بعد اُن دو گرانقدر چیزوں کے ساتھ جو میں تم میں چھوڑ آیا تھا کیا برتاؤ کیا؟ وہ جواب دیں گے کہ ثقلِ اکبر (یعنی کتاب خدا) میں تو ہم نے تحریف کی اور اُسے پس پشت ڈالدیا اور رہا ثقلِ اصغر (یعنی اہلبیتِ رسولؐ) اُن سے ہم نے عداوت اور بغض رکھا اور ظلم کیا آنحضرتؐ فرماتے ہیں میں اُن سے یہ کہوں گا کہ تمہارے کالے مُنہ ہوں تم جہنّم میں بھوکے پیاسے چلے جاؤ۔ پھر دوسرا جھنڈا اس اُمّت کے فرعون (عمر) کا میرے پاس آئیگا اور میں اُن سے سوال کرونگا کہ تم نے میرے بعد ثقلین کے ساتھ کیا سلوک کیا؟ وہ جواب دیں گے ثقلِ اکبر میں تو ہم نے تحریف کی اور اُسے پھاڑ ڈالا اور اُس کی مخالفت کی۔ اب رہا ثقلِ اصغر اُن سے ہم نے دشمنی کی اور اُن سے لڑے تو میں اُن سے کہونگا کہ تمہارا بھی کالا مُنہ ہو تم بھی جہنّم میں پیاسے چلے جاؤ۔ اس کے بعد تیسرا جھنڈا اس اُمّت کے سامری (عثمان) کا آئے گا۔ اُن سے بھی میں یہی سوال کرونگا کہ تم نے میرے بعد میرے متعلقین کے ساتھ کیا معاملہ کیا؟ وہ جواب دینگے ثقلِ اکبر کی ہم نے نافرمانی کی اور اُسے چھوڑ دیا اور ثقلِ اصغر کی ہم نے تم نے نصرت چھوڑ دی اور ان کو ضائع کر دیا تو میں اُن سے کہوں گا کہ تمہارا بھی مُنہ کالا ہو جہنّم میں پیاسے چلے جاؤ۔ اس کے بعد چوتھا جھنڈا ذوالثدیہ کا جس کے ساتھ اول سے آخر تک کل خوارج ہونگے آئیگا میں اُن سے بھی یہ سوال کرونگا کہ میرے بعد ثقلین کے ساتھ تم نے کیا کیا؟ وہ یہ کہیں گے کہ ثقلِ اکبر تو ہم نے پھاڑ ڈالا اور اُس سے علیحدہ رہے اور ثقلِ اصغر کے ساتھ ہم لڑے اور اُن کو قتل کیا میں اُن سے کہونگا جاؤ جہنّم میں پیاسے چلے جاؤ۔ پھر پانچواں جھنڈا امام المتقین سید الوصیین قائد الغر المحجلین وصی رسول رب العٰلمین کا میرے پاس وارد ہوگا۔ میں اُن سے دریافت کرونگا کہ تم میرے بعد ثقلین کے ساتھ کس کس طرح پیش آئے؟ وہ جواب میں عرض کرینگے کہ ثقلِ اکبر کی ہم نے پیروی اور اطاعت کی اور ثقلِ اصغر سے ہم نے محبت و موالات کی اور اُن کو یہانتک مدد دی کہ اُن کے بارے میں ہمارے خون تک بہا دیے گئے۔ پس اُن سے میں کہونگا کہ تم سیر و سیراب ہو کر سفید رو بنکر جنّت میں چلے جاؤ۔ اس کے بعد آنحضرتؐ نے یہ آیتیں تلاوت فرمائیں جو یَوْمَ تَبْيَضُّ وُجُوْهٌ وَّ تَسْوَدُّ وُجُوْهٌ سے هُمْ فِيْهَا خَالِدُوْنَ تک ہیں۔ (دیکھو صفحہ ۹۹ سطر ۱۱ و صفحہ ۱۰۰ سطر ۴)

ضمیمہ نوٹ نمبر ۱ متعلق صفحہ ۱۰۳

تفسیر قمی میں جناب امام جعفر صادق علیہ السلام سے غزوۂ احد

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

ضمیمہ جات بابت پارہ بست ویکم

ضمیمہ نوٹ نمبر ۱ متعلق صفحہ ۶۴۱

التوحید میں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام سے منقول ہے کہ خدا نے اپنے بندوں پر نماز کو محافظ مقرر کیا ہے کہ جب تک آدمی نماز پڑھتا ہے گناہ سے محفوظ رہتا ہے۔ پھر اُن جناب نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ کافی میں ہے کہ سعد خفاف نے جناب امام محمد باقر علیہ السّلام سے دریافت کیا۔ اے مولا! کیا قرآن بھی کلام کرتا ہے۔ یہ سن کر حضرت نے تبسّم کیا اور فرمایا خدا ہمارے ضعفاءِ شیعہ پر رحمت نازل کرے کہ وہ ہمارے مطیع ہیں۔ اے سعد! (قرآن کا تو ذکر ہی کیا ہے) نماز بھی باتیں کرتی ہے اور اُس کے لئے صورت بھی ہے اور خلقت بھی۔ وہ حکم بھی دیتی ہے اور منع بھی کرتی ہے۔ سعد کہتا ہے کہ یہ سُنکر تو میرا رنگ متغیر ہوگیا اور دل میں کہنے لگا کہ یہ بات تو میں کسی آدمی سے بھی بیان نہ کروں گا۔ حضرت نے فرمایا کہ ہمارے شیعوں کے سوا اور کسی میں انسانیت ہی نہیں ہے۔ جس نے نماز کو نہ پہچانا وہ ہمارے حق کا منکر ہے۔ اے سعد! میں تم کو قرآن کا کلام سُناؤں؟ میں نے عرض کی آپ پر خدائے تعالےٰ کا درود و سلام ہو ضرور سُنایئے۔ حضرت نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اِنَّ الصَّلٰوۃَ تَنْھٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْکَرِ وَلَذِکْرُ اللّٰہِ اَکْبَرُ۔ پھر فرمایا کہ نماز کا منع کرنا یہ تو اُس کا کلام ہے۔ (اور) فحشاء اور مُنکر سے مخصوص لوگ مراد ہیں اور ذکرِ خدا سے ہم اہلبیتِ رسالت مُراد ہیں (اور) ہم ہی اکبر (یعنی سب سے زیادہ بزرگ) ہیں

قولِ صاحبِ تفسیرِ صافی۔ الفحشاء و المنکر سے مراد حضرتِ اوّل اور جنابِ ثانی ہیں اس لئے کہ دونوں صاحب از روئے صورت و سیرت مجسّم بے حیائی و بدکاری تھے اور اصلی نماز وہی ہے جو ان دونوں کی محبّت سے باز رکھے اور المعروف سے مراد ویسی ہی نماز ہے۔

قولِ مترجم۔ اس سے زیادہ بے حیائی کیا ہوگی کہ فخرِ مریم و حوّا۔ صدیقۂ کبریٰ۔ بتولِ عذرا جناب سیدہ فاطمہؑ زہرا بنتِ رسولِ خدا علیہا التحیۃ والثناء کو جن کی تعظیم کے لئے خود آنحضرتؐ سروقد کھڑے ہو جایا کرتے تھے معاملۂ فدک میں رُو در رُو جھٹلایا۔ اور اس طرح خود کو موردِ لعنت بنالیا۔ رہا منکر وہ اتفاق سے ثانی کے مشہور نام کا ہم عدد بھی ہے۔ اور قیامت کے دن اس کی دوستی اور جان پہچان کا ہر مُرید اسی طرح مُنکر ہوگا جس طرح دنیا میں کوئی شخص کسی بدی

کا مرتکب ہو کر بھی اُس کا اقرار نہیں کیا کرتا۔ اس طرح ہر مُرید تو مُنکر ثابت ہوگا اور وہ گورو گھنٹال خلیفہ جی مُنکر۔

طبرسی نے روایت کی ہے جناب امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ جو شخص یہ معلوم کرنا چاہے کہ آیا نماز اُس کی قبول ہوئی یا نہیں۔ اُس کو اس بات پر غور کرنا چاہیئے کہ آیا نماز نے اُس کو فحشاء اور منکر سے باز رکھا ہے یا نہیں۔ پس جس قدر اُس نے اُسے فحشاء اور منکر سے باز رکھا ہوگا اُتنی ہی اُس کی نماز قبول ہوئی ہوگی۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ا متعلق صفحہ ۶۵

جنابِ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ ابوبکر کے پاس سے جناب امیر المؤمنین علیہ السلام تو دولت سرا کو تشریف لے گئے۔ اور جناب سیدۂ روضہ جناب رسولِ خدا کی طرف روانہ ہوگئیں۔ جب روضہ میں داخل ہوئیں تو جنابِ رسولِ خدا کی قبر اطہر کا طواف کرنے لگیں۔ اثنائے طواف میں رو رو کے یہ مرثیہ پڑھتی تھیں اور بین جگر خراش کرتی تھیں۔ نوحہ

إِنَّا فَقَدْنَاكَ فَقْدَ الْأَرْضِ وَابِلَهَا	وَاخْتَلَّ قَوْمُكَ فَاشْهَدْهُمْ وَلَا تَغِبْ

بابا! آپ ہم سے ایسے جدا ہوگئے جیسے قحط کے زمانہ میں زمین سے بارش جدا رہتی ہے۔ آپ کی قوم میں خلل پیدا ہوگیا ہے۔ پس آپ اُن کے شاہد رہیں اور غائب نہ ہوں۔

قَدْ كَانَ بَعْدَكَ أَنْبَاءٌ وَهَنْبَثَةٌ	لَوْ كُنْتَ شَاهِدَهَا لَمْ تَكْثُرِ الْخُطَبُ

آپ کے بعد طرح طرح کی دشواریاں اور مصیبتیں پیش آئیں۔ اگر آپ اُن کے دیکھنے والے ہوتے تو مصیبتیں اتنی نہ پڑتیں۔

قَدْ كَانَ جِبْرِيلُ بِالْآيَاتِ يُؤْنِسُنَا	إِذْ غِبْتَ عَنَّا فَنَحْنُ الْيَوْمَ نُغْتَصَبُ

ایک زمانہ وہ تھا کہ جبرئیلؑ ہم کو آیاتِ قرآنی سُنا کر تسلی دیا کرتے تھے۔ بابا! آپ کی وفات کے بعد ایک زمانہ ایسا آگیا کہ لوگ ہمارا حق غصب کر رہے ہیں۔

فَكُلُّ أَهْلٍ لَهُ قُرْبَى وَمَنْزِلَةٌ	عِنْدَ الْإِلٰهِ عَلَى الْأَدْنَيْنَ تَقْتَرِبُ
أَبْدَتْ رِجَالٌ لَنَا نَجْوَى صُدُورِهِمِ	لَمَّا مَضَيْتَ وَحَالَتْ دُونَكَ الْكُتُبُ

ہر ایک نبی کے اہل بیت کو تمام آدمیوں سے زیادہ خدا کے نزدیک قرب و منزلت حاصل ہے۔

حضرت عبداللہ ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ مکۂ معظمہ میں قریش نے جناب رسالتمآب صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم سے یہ استدعا کی کہ اپنے پروردگار کی صفت ہمارے لئے بیان کیجئے تاکہ ہم اُس کو پہچان لیں اور اُس کی عبادت کریں۔ پس خدائے تعالیٰ نے اپنے نبیؐ پر سورۂ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ نازل فرمایا۔ اَحَدٌ کے یہ معنی ہیں کہ اُسکے حصے اور اجزا نہیں ہوسکتے۔ اور نہ اُس میں کوئی کیفیت پائی جاتی ہے اور نہ اُس پر گنتی راست آسکتی ہے۔ اور نہ اُس میں کمی بیشی ہوسکتی ہے۔ پھر فرمایا اَللّٰهُ الصَّمَدُ کا مطلب یہ ہے کہ سرداری اُسی پر ختم ہے۔ اور کُل آسمانوں کے اور زمین کے رہنے والے اپنی اپنی حاجتوں کے سبب اُسی کی طرف متوجہ ہوتے ہیں۔ پھر فرمایا لَمْ يَلِدْ کا یہ مطلب ہے کہ نہ تو عزیرؑ اُس سے پیدا ہوئے جیسا کہ ملعون یہودی کہتے ہیں اور نہ مسیحؑ اُس سے پیدا ہوئے جیسا کہ نصاریٰ کہتے ہیں۔ خدا اُن پر غضب نازل کرے۔ اور نہ سورج، چاند اور ستارے اُس کی ذات سے نکلے جیسا کہ مجوسیوں کا قول ہے۔ خدا اُن پر لعنت کرے۔ اور نہ فرشتے اُس کی بیٹیاں ہیں جیسا کہ مشرکینِ عرب بکا کرتے تھے وَلَمْ يُولَدْ کا یہ مطلب ہے کہ نہ اُس کا کوئی شبیہ ہے اور نہ نظیر اور نہ برابر والا۔ اور جو کچھ اُس نے اپنے فضل سے تم کو عطا کیا ہے اُس کی مخلوق میں سے کوئی بھی ویسا نہیں دے سکتا۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۲ متعلق صفحہ ۹۶۵

معانی الاخبار میں منقول ہے کہ جنابِ امام جعفر صادق علیہ السّلام سے دریافت کیا گیا تھا کہ الفلق کیا چیز ہے، فرمایا کہ آتشِ جہنم میں ایک دراڑ ہے جس میں ستر ہزار میدان ہیں اور ہر میدان میں ستر ہزار مکان ہیں اور ہر مکان میں ستر ستر ہزار کالے ناگ ہیں۔ اور ہر ناگ کے اندر اتنا اتنا زہر ہے کہ ستر ستر ہزار مٹکے ایک ایک کے زہر سے بھر جائیں۔ اور تمام دوزخیوں کو جبرًا و قہرًا اس فلق پر سے گزرنا پڑیگا۔

تفسیر قمی میں ہے کہ فلق جہنم کی ایک گہراں ہے جس کی حرارت کی شدت سے اہلِ جہنم بھی پناہ مانگتے رہتے ہیں۔ اس فلق نے ایک دفعہ خدا تعالےٰ سے دم کشی کی اجازت مانگی تھی۔ اجازت ملنے پر جب دم کھینچا تو تمام جہنم بھڑک اُٹھا۔ اور اُس گہراں میں آگ کا ایک صندوق ہے جس کی حرارت سے اُس گہراں میں رہنے والے بھی پناہ مانگتے رہتے ہیں۔ اس صندوق میں چھ پہلوں میں سے ہونگے اور چھ پچھلوں میں سے۔ اوّل کے چھ یہ ہیں۔ آدمؑ کا وہ بیٹا جس نے اپنے بھائی کو سب سے پہلے قتل کیا تھا۔ نمرود جس نے ابراہیمؑ کو آگ میں ڈلوایا تھا۔ وہ فرعون جس نے موسےٰؑ سے مقابلہ کیا تھا۔ سامری جس نے سب سے پہلے گوسالہ پرستی سکھائی تھی۔ وہ شخص جس نے یہودیوں کو یہودی بنایا (یعنی اُن سے عزیرؑ کو خدا کا بیٹا کہلوا دیا) وہ شخص جس نے نصرانیوں کو نصرانی بنا دیا (یعنی تثلیث کو اُن کے عقیدہ میں داخل کردیا اور حضرت عیسےٰؑ کو اُن سے خدا کا بیٹا کہلوا دیا) اور پچھلوں میں سے چھ یہ ہونگے

حضرتِ اول۔ جنابِ ثانی۔ مسٹر ثالث۔ جس کو نواصب نے چہارم مانا۔ اور صفین کی لڑائی کے بعد سے اپنا خلیفہ تسلیم کیا حالانکہ خود اپنے ہاں کی احادیث میں مَلِکِ عضوض (کٹکھنا بادشاہ) تسلیم کرتے ہیں وہ شخص جس نے گروہِ خوارج کی بُنیاد ڈالی۔ ابنِ ملجم۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۳ متعلق صفحہ ۹۶۵

جنابِ امیر علیہ السّلام فرماتے ہیں کہ میں آنحضرت صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کے اِس کام کو چلا اور زنوزان کے کنوئیں میں جاکر اُتر گیا تو اُس کا پانی جادو کے سبب سے ایسا ہوگیا تھا جیسے منہدی کا پانی۔ میں نے جلدی جلدی ڈھونڈا یہانتک کہ کنوئیں کی تہ میں پہنچ گیا مگر اُسکے پا لینے میں کامیاب نہیں ہوا۔ پھر جو لوگ میرے ساتھ آئے تھے اُنہوں نے کہا کہ اِس میں کچھ نہیں ہے۔ اب نکلئے اور چلیئے۔ میں نے جواب دیا کہ ایسا کبھی نہیں ہوگا واللہ نہ میں نے کبھی جھوٹ بولا ہے اور نہ (معاذ اللہ) آنحضرت صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے غلط فرمایا ہے اور قولِ جنابِ رسولِ خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی نسبت میرے نفس کی حالت تم لوگوں کے نفس کی سی نہیں ہے۔ حضرتؑ فرماتے ہیں کہ پھر میں نے سہج سہج تلاش کیا تو ایک ڈبّہ نکالا جسے آنحضرتؐ صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں پہنچایا۔ آنحضرتؐ نے حکم دیا کہ اِسے کھولو۔ جب کھولا تو اُس میں کھجور کی چھال کا ایک ٹکڑا تھا۔ اُس کے بیچ میں ایک لمبا ریشہ تھا جس میں گیارہ گرہیں دی ہوئی تھیں۔ اور جبرئیلؑ امین یہ دونوں سورتیں یعنی مُعوّذتین لا چکے تھے۔ پس آنحضرت صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم نے حکم دیا کہ یا علیؑ! تم اِن سورتوں کو اِس ریشہ پر پڑھو۔ پس جنابِ امیر علیہ السّلام نے شروع کیا۔ جیسے ہی ایک آیت پڑھتے تھے ویسے ہی ایک گرہ کھل جاتی تھی۔ جب اِن دونوں سورتوں کے پڑھنے سے فارغ ہوئے۔ خدائے تعالےٰ نے سحر کے اثر کو دفع فرمادیا اور اپنے نبیؐ کو عافیت عطا فرمائی۔

دوسری روایت میں یوں وارد ہُوا ہے کہ جبرئیلؑ ومیکائیلؑ دونوں آنحضرت صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کی خدمت میں آئے۔ ایک تو آنحضرتؐ کے داہنی طرف بیٹھ گئے اور دوسرے بائیں طرف تو جبرئیلؑ نے میکائیلؑ سے دریافت کیا کہ آنحضرت صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم کو مرض کیا ہے؟ میکائیلؑ نے جواب دیا کہ اِن پر سحر کیا گیا ہے۔ جبرئیلؑ نے دریافت کیا کہ اِن پر سحر کیا کس نے ہے؟ میکائیلؑ نے کہا کہ لُبَیدا بن عاصم یہودی نے۔ باقی روایت وہی ہے جو اُوپر بیان ہوئی۔

ضمیمہ نوٹ نمبر ۴ متعلق صفحہ ۹۶۵

اِس کے بعد حضرتؑ نے فرمایا کہ تو جانتا بھی ہے کہ مُعوّذتین کے معنی کیا ہیں اور وہ نازل کس بارے میں ہوئی ہیں۔ یہ سمجھ لے کہ جنابِ رسولِ خدا صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر لبید ابنِ عاصم یہودی نے سحر کیا تھا۔ ابوبصیرؒ نے دریافت کیا کہ آنحضرت صلّے اللہ علیہ وآلہ وسلّم پر بھی سحر کا اثر ہوا؟ اور ہوا تو کس

النشريات الاسلامية ٤

كتاب
فرق الشيعة

تأليف

ابي محمد الحسن بن موسى النوبختي

عنى بتصحيحه

هـ . [illegible]

استانبول : مطبعة الدولة ١٩٣١

الجمعية المستشرقين الالمانية

وفرقة منهم يُسمَّون « الجارودية » قالوا بتفضيل علىّ عليه السلم ولم
يروا مقامه يجوز لاحد سواه وزعموا ان من دفع عليًّا عن هذا المقام
فهو كافر وان الامّة كفرت وضلّت فى تركها بيعته وجعلوا الامامة ٣
بعده فى الحسن بن على عليهما السلم ثم فى الحسين عليه السلم ثم هى
شورى بين اولادهما فمن خرج منهم مستحقًّا للامامة فهو الامام وهاتان
الفرقتان هما اللتان ينتحلان امر زيد بن على بن الحسين وامر زيد بن ٦
الحسن بن على بن ابى طالب ومنهما تشعّبت صنوف « الزيدية »

فلما قُتل علىّ عليه السلم افترقت التى ثبتت على امامته وانها فرض
من الله عزّ وجل ورسوله عليه السلم فصاروا فرقًا ثلثًا : فرقة منهم قالت ٩
ان عليًّا لم يُقتل ولم يمت ولا يُقتل ولا يموت حتى يسوق العرب بعصاه
ويملأ الارض عدلاً وقسطًا كما ملئت ظلمًا وجوراً وهى اول فرقة
قالت فى الاسلام بالوقف بعد النبىّ صلى الله عليه وآله من هذه ١٢
الامة [و]اول من قال منها بالغلوّ وهذه الفرقة تسمّى « السبأية » اصحاب
« عبد الله بن سبأ » وكان ممن اظهر الطعن على ابى بكر وعمر وعثمان
والصحابة وتبرّأ منهم وقال ان عليًّا عليه السلم امره بذلك فاخذه ١٥
علىّ فسأله عن قوله هذا فاقرّ به فأمر بقتله فصاح الناس اليه : يا امير
المؤمنين أتقتل رجلاً يدعو الى حبّكم اهل البيت والى ولايتك
والبراءة من اعدائك فصيّره الى المدائن ، وحكى جماعة من اهل العلم ١٨

(١٦) اليه : عليه ـ مختصر ش (١٨) فصيره : كذا فى المختصر وفى ل ـ فسيره

الكافي

المجلد الثامن

للمحدث الجليل والعالم الفقيه الشيخ محمد بن يعقوب الكليني المعروف بثقة الإسلام الكليني

المتوفى سنة ٣٢٩ هجرية

ترقيم الصفحات يوافق طبعة دار الكتب الاسلامية

دَارَتْ عَلَيْهِمُ الرَّحَى وَ أَبَوْا أَنْ يُبَايِعُوا حَتَّى جَاءُوا بِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (عليه السلام) مُكْرَهاً فَبَايَعَ وَ ذَلِكَ قَوْلُ اللَّهِ تَعَالَى وَ ما مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ أَ فَإِنْ ماتَ أَوْ قُتِلَ انْقَلَبْتُمْ عَلى أَعْقابِكُمْ وَ مَنْ يَنْقَلِبْ عَلى عَقِبَيْهِ فَلَنْ يَضُرَّ اللَّهَ شَيْئاً وَ سَيَجْزِي اللَّهُ الشَّاكِرِينَ .

٣٤٢- حَنَانٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (عليه السلام) قَالَ صَعِدَ رَسُولُ اللَّهِ (صلى الله عليه وآله) الْمِنْبَرَ يَوْمَ فَتْحِ مَكَّةَ فَقَالَ أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللَّهَ قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ نَخْوَةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَ تَفَاخُرَهَا بِآبَائِهَا أَلَا إِنَّكُمْ مِنْ آدَمَ (عليه السلام) وَ آدَمُ مِنْ طِينٍ أَلَا إِنَّ خَيْرَ عِبَادِ اللَّهِ عَبْدٌ اتَّقَاهُ إِنَّ الْعَرَبِيَّةَ لَيْسَتْ بِأَبٍ وَالِدٍ وَ لَكِنَّهَا لِسَانٌ نَاطِقٌ فَمَنْ قَصَرَ بِهِ عَمَلُهُ لَمْ يُبْلِغْهُ حَسَبُهُ أَلَا إِنَّ كُلَّ دَمٍ كَانَ فِي الْجَاهِلِيَّةِ أَوْ إِحْنَةٍ وَ الْإِحْنَةُ الشَّحْنَاءُ فَهِيَ تَحْتَ قَدَمِي هَذِهِ إِلَى يَوْمِ الْقِيَامَةِ .

٣٤٣- حَنَانٌ عَنْ أَبِيهِ عَنْ أَبِي جَعْفَرٍ (عليه السلام) قَالَ قُلْتُ لَهُ مَا كَانَ وُلْدُ يَعْقُوبَ أَنْبِيَاءَ قَالَ لَا وَ لَكِنَّهُمْ كَانُوا أَسْبَاطَ أَوْلَادِ الْأَنْبِيَاءِ وَ لَمْ يَكُنْ يُفَارِقُوا الدُّنْيَا إِلَّا سُعَدَاءَ تَابُوا وَ تَذَكَّرُوا مَا صَنَعُوا وَ إِنَّ الشَّيْخَيْنِ فَارَقَا الدُّنْيَا وَ لَمْ يَتُوبَا وَ لَمْ يَتَذَكَّرَا مَا صَنَعَا بِأَمِيرِ الْمُؤْمِنِينَ (عليه السلام) فَعَلَيْهِمَا لَعْنَةُ اللَّهِ وَ الْمَلَائِكَةِ وَ النَّاسِ أَجْمَعِينَ .

٣٤٤- حَنَانٌ عَنْ أَبِي الْخَطَّابِ عَنْ عَبْدٍ صَالِحٍ (عليه السلام) قَالَ إِنَّ النَّاسَ أَصَابَهُمْ قَحْطٌ شَدِيدٌ عَلَى عَهْدِ سُلَيْمَانَ بْنِ دَاوُدَ (عليهما السلام) فَشَكَوْا ذَلِكَ إِلَيْهِ وَ طَلَبُوا إِلَيْهِ أَنْ يَسْتَسْقِيَ لَهُمْ قَالَ فَقَالَ لَهُمْ إِذَا صَلَّيْتُ الْغَدَاةَ مَضَيْتُ فَلَمَّا صَلَّى الْغَدَاةَ مَضَى وَ مَضَوْا فَلَمَّا أَنْ كَانَ فِي بَعْضِ الطَّرِيقِ إِذَا هُوَ بِنَمْلَةٍ رَافِعَةٍ يَدَهَا إِلَى السَّمَاءِ وَاضِعَةٍ قَدَمَيْهَا إِلَى الْأَرْضِ وَ هِيَ تَقُولُ اللَّهُمَّ إِنَّا خَلْقٌ مِنْ خَلْقِكَ وَ لَا غِنَى بِنَا عَنْ رِزْقِكَ فَلَا تُهْلِكْنَا بِذُنُوبِ بَنِي آدَمَ قَالَ فَقَالَ سُلَيْمَانُ (عليه السلام) ارْجِعُوا فَقَدْ سُقِيتُمْ بِغَيْرِكُمْ قَالَ فَسُقُوا فِي ذَلِكَ الْعَامِ مَا لَمْ يُسْقَوْا مِثْلَهُ قَطُّ .

٣٤٥- عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنْ مُوسَى بْنِ جَعْفَرٍ عَنْ عَمْرِو بْنِ

سُلَيْمَانُ بْنُ خَالِد عَلَى أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (عليه السلام) فَقَالَ لَهُ سُلَيْمَانُ بْنُ خَالِد إِنَّ الزَّيْدِيَّةَ قَوْمٌ قَدْ عُرِفُوا وَ جُرِّبُوا وَ شَهَرَهُمُ النَّاسُ وَ مَا فِي الْأَرْضِ مُحَمَّدِيٌّ أَحَبُّ إِلَيْهِمْ مِنْكَ فَإِنْ رَأَيْتَ أَنْ تُدْنِيَهُمْ وَ تُقَرِّبَهُمْ مِنْكَ فَافْعَلْ فَقَالَ يَا سُلَيْمَانَ بْنَ خَالِد إِنْ كَانَ هَؤُلَاءِ السُّفَهَاءُ يُرِيدُونَ أَنْ يَصُدُّونَا عَنْ عِلْمِنَا إِلَى جَهْلِهِمْ فَلَا مَرْحَباً بِهِمْ وَ لَا أَهْلًا وَ إِنْ كَانُوا يَسْمَعُونَ قَوْلَنَا وَ يَنْتَظِرُونَ أَمْرَنَا فَلَا بَأْسَ .

١٥٩- عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنِ ابْنِ مَحْبُوبٍ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (عليه السلام) قَالَ انْقَطَعَ شِسْعُ نَعْلِ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (عليه السلام) وَ هُوَ فِي جِنَازَةٍ فَجَاءَ رَجُلٌ بِشِسْعِهِ لِيُنَاوِلَهُ فَقَالَ أَمْسِكْ عَلَيْكَ شِسْعَكَ فَإِنَّ صَاحِبَ الْمُصِيبَةِ أَوْلَى بِالصَّبْرِ عَلَيْهَا .

١٦٠- سَهْلُ بْنُ زِيَادٍ عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ عَمَّنْ ذَكَرَهُ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (عليه السلام) قَالَ الْحِجَامَةُ فِي الرَّأْسِ هِيَ الْمُغِيثَةُ تَنْفَعُ مِنْ كُلِّ دَاءٍ إِلَّا السَّامَ وَ شَبَرَ مِنَ الْحَاجِبَيْنِ إِلَى حَيْثُ بَلَغَ إِبْهَامُهُ ثُمَّ قَالَ هَاهُنَا .

١٦١- مُحَمَّدُ بْنُ يَحْيَى عَنْ أَحْمَدَ بْنِ مُحَمَّدٍ عَنْ مَرْوَكِ بْنِ عُبَيْدٍ عَنْ رِفَاعَةَ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (عليه السلام) قَالَ قَالَ أَ تَدْرِي يَا رِفَاعَةُ لِمَ سُمِّيَ الْمُؤْمِنُ مُؤْمِناً قَالَ قُلْتُ لَا أَدْرِي قَالَ لِأَنَّهُ يُؤْمِنُ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَ جَلَّ فَيُجِيزُ [اللَّهُ] لَهُ أَمَانَهُ .

١٦٢- عِدَّةٌ مِنْ أَصْحَابِنَا عَنْ سَهْلِ بْنِ زِيَادٍ عَنِ ابْنِ فَضَّالٍ عَنْ حَنَانٍ عَنْ أَبِي عَبْدِ اللَّهِ (عليه السلام) أَنَّهُ قَالَ لَا يُبَالِي النَّاصِبُ صَلَّى أَمْ زَنَى وَ هَذِهِ الْآيَةُ نَزَلَتْ فِيهِمْ ؟

لمؤلفه

العالم العامل والكامل الباذل صدر الحكماء ورئيس العلماء

السيد نعمة الله الجزائري

طاب ثراه وجعل الجنة مثواه

المتوفى ١١١٢هـ

الجزء الثاني

دار الكوفة

دار القارئ

لمؤلفه

العالم العامل والكامل الباذل صدر الحكماء ورئيس العلماء

السيد نعمة الله الجزائري

طاب ثراه وجعل الجنة مثواه

المتوفى ١١١٢هـ

الجزء الثاني

دار الكوفة

دار القارئ

تحدث مع امرأة غيره واخرجها من منزله وسافر بها كان اشد الناس عداوة له وكيف اطاعها على ذلك آلاف من المسلمين.

وبالجملة فاستقصاء الاخبار الدالة على حقية مذهب الامامية والدلائل العقلية مما يوجب تطويل الكتاب.

تذييل في تفصيل بعض الكتب السماوية.

اما التورية فهي خمسة اسفار السفر الاول يذكر فيه بدؤ الخلق والتاريخ من آدم الى يوسف ﷺ، السفر الثاني فيه استخدام المصريين لبني اسرائيل وظهور موسى ﷺ وهلاك فرعون وامامة هارون، ونزول الكلمات العشر وسماع القوم كلام الله، السفر الثالث يذكر فيه تعليم القرابين بالاجمال، السفر الرابع يذكر فيه عدد القوم وتقسيم الارض عليهم واحوال الرسل التي بعثها موسى ﷺ الى الشام واخبار المن والسلوى والغمام، السفر الخامس يذكر فيه بعض الاحكام ووفاة هارون وخلافة يوشع ﷺ والربانيون وقد بقى من الفرق الاسلامية فرقتان الصوفية والنواصب فلا بأس بعقد ظلمة في بيان احوالهما.

(ظلمة حالكة في بيان أحوال الصوفية والنواصب)

إعلم أن هذا الأسم وهو التصوف كان مستعملاً في فرقة من الحكماء الزايغين عن الطريق الحق، ثم قد استعمل بعدهم في جماعة من الزنادقة؛ وبعد مجيءالأسلام أستعمل في جماعة من أهل الخلاف كالحسن البصري وسفيان الثوري وأبي هاشم الكوفي ونحوهم وقد كانوا في طرف من الخلاف مع الائمة ﷺ، فأن هولاء المذكورين قد عارضوا الأئمة ﷺ في أعصارهم وباحثوهم وأرادوا إطفاء نور الله، والله متم نوره ولو كره الكافرون، والذي وجد منهم في أعصار علمائنا رضوان الله عليهم قد عارضهم ورد عليهم وصنف علماؤنا(رض) كتبا في ذمهم والرد عليهم خصوصاً شيخنا المفيد (ره) فأنه قد أكثر من الرد على الحسين بن منصور الحلاج ومتابعيه وله قصص وحكايات مذكورة في كتب أصحابنا مثل كتاب الغيبة والأقتصاد للشيخ الطوسي (ره)؛ وأنهم أدعوا الألهية له و ورود التوقيع من صاحب الأمر ﷺ بلعنه وهو الذي كان يقول ليس في جبتي سوى الله وكان يمنع أصحابة من السفر الى مكة للحج، ويقول طوفوا حولي فمكة بيت الله وأنا الله؛ الى غير ذلك من أباطيله؛

وقد أستمر الحال الى هذه الأعصار وماقار بها، ثم ان جماعة من علماء الشيعة طالعوا كتبهم وأطلعوا على مذاهبهم فرأوا فيها بعض الرخص والمسامحات مثل قولهم بأن الغناء المحرم

هو الذي يستعمل في مجالس الشرب وأهل الفسوق كما صرح به الغزالي وأضرابه، فأباحوا أفراد الغناء وأنواعة لمتابعيهم وكانوا من أهل العلم؛ والناس يميلون الى من يسهل عليهم مثل هذه الأمور التي يحصل النفس إلتذاذ؛ وكتركهم التزويج والأقبال على الغلمان الحسان؛ فان كل من كان عنده غلام مقبول او ولد حسن الصورة أتى به الى شيخ الصوفية والتمس منه أن يجعلة خادماً عنده ؛ ثم لم يظهر له حاله الأ عندما يفتك بالولد ويفسق به ؛ فيأخذه أبوه منه لكن بعد خراب البصرة.

والعجب من بعض الشيعة كيف مال الى هذه الطريقة مع اطلاعه على انها مخالفة لطريقة اهل البيت ﻹ اعتقاداً واعمالاً، اما الاعتقاد فقد قالوا بالحلول وهو ان الله سبحانه قد حلّ بكل مخلوقاته حتى بالقاذورات تعالى الله عما يقول الكافرون وقد مثلوا حلول الله بهذه المخلوقات بالبحر وقت اضطراب امواجه فان ماء الامواج وان كان متعدداً الا انه كله ماء واحد في بحر واحد كثره التموّج فهي واحدة بالحقيقة متعددة بالاعتبار فالمخلوقات كلها عين الله سبحانه وهو عينها والتعدد انما جاء من هذه العوارض الخارجية والتشخصات العارضة للمادة.

وكان من اعظم مشايخهم عندهم الشيخ العطار ولما سمع سلطان ذلك الزمان بكفره واغوائه المسلمين ارسل اليه جلاداً يأخذ رأسه فلما أتي اليه الجلاد واخبره بما اتى به فقال الشيخ العطار، انت ربي بأي صورة شئت فتصور فان اردت قتلي فانا هذا ثم قتله، ومن ذلك اعتقادهم ان السالك اذا عبد الله تعالى بلغ الى مرتبة اليقين حتى لا يحتاج الى العبادة بعد لقوله تعالى فاعبد ربك حتى يأتيك اليقين، واليقين عندهم هو العلم والمعرفة بالله سبحانه وعند اهل البيت ﻹ اليقين هو الموت.

وقد حكى العلامة الحلي قدس الله روحه في كتاب نهج الحق قال شاهدت جماعة من الصوفية في حضرة مولانا الحسين ﻸ وقد صلّوا المغرب سوى شخص واحد منهم كان جالساً ولم يصل ثم صلّوا بعد ساعة العشاء سوى ذلك الشخص، فسألت بعضهم عن ترك ذلك الشخص لصلوته فقال وما حاجة هذا الى الصلوة وثد وصل أيجوز ان يجعل بينه وبين الله تعالى حاجباً؟ فقلت لا فقال الصوة حاجب بين العبد والرب، وفرّعوا على هذا الاصل جواز ان يكون بعض السالكين منهم أعلى درجة وافضل مرتبة من مراتب الانبياء والائمة ﻹ وذلك ان السالك بزعمهم اذا فاق عبادة الانبياء فاق درجاتهم.

وقد وقع مثل هذا التجاوز لمراتب الانبياء لكثير من مشايخ الصوفية بزعمهم، وهذا الفرع منبي على ذلك الاصل، وهذا وهم باطل اذ لو استغنى عنها احد لاستغنى عنها سيد

المرسلين واشرف الواصلين وقد كان ﷺ يقوم في الصلوة الى ان ورمت قدماه، وقد كان امير المؤمنين عليه السلام الذي تنتهي اليه سلسلة اهل العرفان يصلي كل ليلة الف ركعة الى آخر عمره الشريف وكذا شأن جميع الاولياء والعارفين كما هو في التواريخ مسطور وعلى الالسنة مشهور.

ومن اعتقاداتهم واعمالهم الفاسدة انهم تركوا العبادات المأثورة عن اهل البيت عليهم السلام ودوّنها الشيعة في كتبهم واقبلوا على اختراع عبادات واذكار لم تذكر في الشريعة وليس هذا الا لقصد الخلاف على علماء اهل البيت حتى يكونوا في طرف النقيض فلا يقال لهم انهم مقلدوا العلماء فيزدادون بذلك اعتباراً من عوام الناس وغثائهم وما علموا ان الله سبحانه لا يقبل من العبادات الا ما ارسل به حججه وقال على السنتهم والا فقد عرفت سابقاً ان الشيطان لم يتكبر على السجود لله تعالى لكنه قال انا اسجد لك يا رب ولا اسج لادم وذلك ان الله سبحانه يحب ان يطاع من حيث امر كما قال واتوا البيوت من ابوابها.

وقد كان في زماننا رجل من الصوفية ويزعم انه من علماء الشيعة، كان يخطب اصحابه يوماً فقال وهو على المنبر اني كتبت الاصول الاربعة يعني الكليني والتهذيب والاستبصار والفقيه وقرأتها وصححتها ولما رأيتها عديمة الفائدة بعتها بدرهم واحد ورميت ذلك الدرهم في الماء فانظر الى ايمان هذا الرجل عليه لعنة الله والملائكة والناس اجمعين وقد كان مع اصحابه في حضرة مولانا الرضا عليه السلام مشغولين بذكرهم الجلي وهو ما اشتمل على الغناء والرقص والترنم والوجد فهوى بعضهم على محجّر القبر الشريف فشجّ رأسه وسال دمه وبلغ الى المحجر فاحتال الخدمة في ازالة ذلك الدم، فقال شيخ الصوفية لا تحتالوا بهذه الحيل لازالة هذا الدم فان هذا من دم العشاق ودم العشاق طاهر، ثم لما لم يسمع الناس هذا منه موّه عليهم كلاماً آخر وقال ان الشمس ذكروا انها من المطهرات فكيف لا يكون شمس الرضا ء مطهرة لهذا الدم فقبل هذا الكلام منه بعض البهائم من اتباعه ثم بعد زمان قليل خذله الله سبحانه وسقط عن درجته واعتباره وسيعلم الذين ظلموا أي منقلب ينقلبون.

ورأيت في شيراز رجلاً صوفياً وكان صاحب ذكر وحلقة واتباع وكان كل ليلة جمعة يأتي الى قبة السيد الاجل السيد احمد بن الامام موسى الكاظم [1] عليه السلام فيضع الذكر المعهود وقد كان غرباً لم يتزوج نعم كان عنده ولد مقبول من اولاد شيراز وكان ذلك الرجل صاحب تحصيل لحطام الدنيا وكل ما يحصل في نهاره يعطيه ذلك الولد ويبقى لنفسه شيئاً يسع قوت الشعير وكان اذا خرج من البلاد ثم دخل اليها يسئله بعض خواصه اين كنت؟ فيقول كنت

---

(١) هو احمد بن موسى المعروف عند الفرس (شاه جراغ) له قبة بشيراز.

ازرع الادميين، وقد استمر على هذا الحال برهة من الزمان فظهر عليه وعلى اصحابه انهم ارادوا الخروج وادعى واحد منهم انه الرب وآخر انه النبي وثالث انه الامام الى غير ذلك، فأخذهم حاكم تلك البلاد وامر بقتلهم وكنت من الحاضرين ذلك الوقت فلما آتوا بشيخهم الى الميدان ليقتلوه كانت اخته فوق سطح جدار تنظر الى ما يصنع بأخيها وتضحك فقيل لها لم تضحكين ؟ فقالت ان اخي هذا رجل شايب فاذا قتلوه يجيء بعد اربعين يوماً بصورة شاب حسن الوجه قوي البدن فظهر انهم كانوا قائلين بالتناسخ ايضاً.

وقد رأينا منهم في شيراز وقائع غريبة واطوار عجيبة لا توافق الا مذاهب الملاحدة والزنادقة وقد كان صاحب الكشاف شديد الانكار على الصوفية وقد اكثر في الكشاف من التشنيع عليهم في مواضع عديدة وقال في قوله تعالى قل ان كنتم تحبون الله الاية واذا رأيت من يذكر محبة الله ويصفق بيديه مع ذكرها ويطرب وينعر ويصعق فلا تشك في انه لا يعرف الله ولا يدري ما محبة الله وما تصفيقه وطربه ونعيره وصعقته الا تصوّر في نفسه الخبيثة صورة مستجلبة (خ) معشقة) فسماها الله بجهله ودعا الى ربه ثم صفق وطرب ونعر وصعق على تصورها وربما رأيت المني قد ملأ ازار ذلك المحب عند صعقته وحمقاء العامة حواليه قد ملأوا اردانهم بالدموع لما رقتهم من حاله.

ومن ذلك الاعتقاد ان افضلهم الغزالي وقد ادعى في احيائه انه من اهل الكشف وانه قد انكشف له فضل ابي بكر على امير المؤمنين عليه السلام وادعى انه انكشف له ايضاً عدم جواز سبّ يزيد لانه رجل مسلم ولو كان قاتلاً الحسين عليه السلام لم يجز سبّه ايضاً لان غاية هذا انه فعل كبيرة وذلك لا يجوز سبّه.

وانكشف له بطلان مذهب الامامية بعد ان ترك التدريس وانقطع في دمشق ومكة المشرفة نحواً من عشرين سنة ملازماً للخلوة في آخر عمره وصنّف كتاباً سماه المنقذ من الضلال يتضمن الرد على من يدعي العصمة وابطال مذهبهم وسمّاهم اهل التعليم وضرب لهم مثلاً بأخذهم عن المعصوم بمن تلوث بجميع النجاسات ثم طلب ماء يستطهر (يتطهر خ) منها وسعى في طلب ذلك الماء فلم يجد ماء يطهره ويزيل عنه الاخباث فبقى مرتكشاً في النجاسات طول عمره.

وتكرر منه في الاحياء وغيره قالت الروافض خذلهم الله وقال فيه انه لو جاء الينا رافضي وادعى ان له طلب دم عند احد قلنا له ان دمك هدر لان استيفائه مشروط بحضور امامك فاحضره حتى يستوفي لك، وقد تقدم الجواب عن هذا وقد صرّح في كتابه المنقذ انه كان يستفيد من الانبياء والملائكة مع مشاهدتهم على وجه القطع كلما يريد نعم ربما نسب اليه كتاب يسمى

واما سيد الموحدين عليه السلام فحاله في الزهد اشهر من ان يذكر قال سويد بن غفلة دخلت على امير المؤمنين عليه السلام بعدما بويع بالخلافة وهو جالس على حصير صغير ليس في البيت غيره، فقلت يا امير المؤمنين بيدك بيت المال وليس ارى في بيتك شيئاً مما يحتاج اليه البيت، فقال يا ابن غفلة ان اللبيب لا يتأثث في دار النقلة ولنا دار أمن قد نقلنا خير متاعنا اليها، وانا عن قليل اليها صائرون، وكان عليه السلام اذا اراد ان يكتسى دخل السوق فيشتري الثوبين فيخير قنبراً بأجودهما ويلبس آخر، ثم يأتي النجار فيمدّ له احدى كميّه ويقول خذها بقدومك تخرج في مصلحة اخرى ويبقى الكم الاخرى بحالها ويقول هذه نأخذ فيها من السوق للحسن والحسين عليهما السلام.

ومن هذا جمع بعض المحققين بين الاخبار بحمل الاخبار الدالة على استحباب لبس الخشن واكل الجشب على من يعرف من نفسه النخوة والعجب وجماحة[1] النفس فيكون ذلك المأكل والملبس سوطاً تخوفها به وتسوقها الى موافاة الاخيار، واما من عرف من نفسه عكس هذا فيكون الاولى له استعمال نعم الله عليه من الملابس والملاذ ونحوهما، فان حالات النفس عجيبة فهي كحمار السوء ان جاع نهق وان شبع زقط، فان اردت ان تعرفها فانظرها وقت ارادتها شهوتها فانك لو توسلت اليها بالانبياء والمرسلين وعرضت عليها الجنة والنار، وقلت لها هذه الجنة ان تركت هذا الذنب فهي مهيأة لك وان فعلت فأنت من الداخلين الى هذه النار كانت حريصة على الاتيان بذلك الذنب وتركت كل تلك الوسائل ولو كانت جايعة (عر) عوصتها عن (على خ) تلك الوسائل رغيفا من خبز الشعير اقلعت عن ذلك الذنب ورضيت بذلك الرغيف فانظر كيف صار عندها رغيف الشعير احسن من وسيلة الانبياء والجنة والنار والحور العين، ما هذا الا عجب عجيب وامر غريب.

واما الناصبي واحواله واحكامه فهو مما يتمّ ببيان امرين الاول في بيان معنى الناصب الذي ورد في الاخبار انه نجس وانه شرّ من اليهودي والنصراني والمجوسي وانه كافر نجس باجماع علماء الامامية رضوان الله عليهم فالذي ذهب اليه اكثر الاصحاب هو ان المراد به من نصب العداوة لآل بيت محمد صلى الله عليه وآله وتظاهر ببغضهم كما هو الموجود في الخوارج وبعض ما وراء النهر ورتبوا الاحكام في باب الطهارة والنجاسة والكفر والايمان وجواز النكاح وعدمه على الناصبي بهذا المعنى.

وقد تفطنَ شيخنا الشهيد الثاني قدّس الله روحه من الاطلاع على غرائب الاخبار فذهب الى ان الناصبي هو الذي نصب العداوة لشيعة اهل البيت عليهم السلام وتظاهر بالرقوع فيهم

---

(١) جمح جمحاً وجماحاً وجموحاً الفرس: تغلي على راكبه وذهب به لايثنني استعصى فهو جامع بلفظ واحد للمذكور لمؤنث جمع جوامع ومنه جمحت المرأة زوجها اذا تركته وغادرت بيته الى اهلها.

كما هو حال اكثر المخالفين لنا في هذه الاعصار في كل الامصار، وعلى هذا فلا يخرج من النصب سوى المستضعفين منهم والمقلدين والبله والنساء ونحو ذلك وهذا المعنى هو الاولى، ويدلّ عليه ما رواه الصدوق قدس الله روحه في كتاب علل الشرايع باسناد معتبر عن الصادق عليه السلام قال ليس الناصب من نصب لنا اهل البيت لانك لا تجد رجلاً يقول انا ابغض محمداً وآل محمد ولكن الناصب من نصب لكم وهو يعلم انكم تتولونا وانكم من شيعتنا وفي معناه اخبار كثيرة.

وقد روى عن النبي صلى الله عليه وآله ان علامة النواصب تقديم غير عليّ عليه وهذه خاصة شاملة لا خاصة ويمكن ارجاعها ايضاً الى الاول يان يكون المراد تقديم غيره عليه على وجه الاعتقاد والجزم ليخرج المقلّدون والمستضعفون فان تقديمهم غيره عليه انما نشأ من تقليد علمائهم وآبائهم واسلافهم والا فليس لهم الى الاطلاع والجزم بهذا سبيل.

ويؤيد هذا المعنى ان الائمة عليهم السلام وخواصهم اطلقوا لفظ الناصبي على ابي حنيفة وامثاله مع ان ابا حنيفة لم يكن ممن نصب العداوة لاهل البيت عليهم السلام بل كان له انقطاع اليهم وكان يظهر لهم التودد نعم كان يخالف آرائهم ويقول قال علي وانا اقول، ومن هذا يقوى قول السيد المرتضى وابن ادريس قدّس الله روحيهما وبعض مشائخنا المعاصرين بنجاسة المخالفين كلهم نظراً الى اطلاق الكفر والشرك عليهم في الكتاب والسنة فيتناولهم هذا اللفظ حيث يطلق، ولانك قد تحققت ان اكثرهم نواصب بهذا المعنى.

الثاني في جواز قتلهم واستباحة اموالهم قد عرفت ان اكثر الاصحاب ذكروا للناصبي ذلك المعنى الخاص في باب الطهارات والنجاسات وحكمه عندهم كالكافر الحربي في اكثر الاحكام واما على ما ذكرناه له من التفسير فيكون الحكم شاملاً كما عرفت روى الصدوق طاب ثراه في العلل مسنداً الى داود بن فرقد قال قلت لابي عبد الله عليه السلام ما تقول في قتل الناصب؟ قال حلال الدم لكني اتقي عليك فان قدرت ان تقلب عليه حائطاً او تغرقه في ماء لكي لا يشهد به عليك فافعل فقلت فما ترى في ماله؟ قال خذه ما قدرت.

وروى شيخ الطائفة نوّر الله مرقده في باب الخمس والغنائم في كتاب التهذيب بسند صحيح عن مولانا الصادق عليه السلام قال خذ مال الناصب حيث ما وجدت وابعث الينا بالخمس وروى بعده بطريق حسن عن المعلّى قال مال الناصب حيث وجدت وابعث الينا بالخمس قال ابن ادريس (ره) الناصب المعنى في هذين الخبرين اهل الحرب لانهم ينصبون الحرب للمسلمين، والا فلا يجوز اخذ مال مسلم ولا ذمي على وجه من الوجوه انتهى وللنظر فيه مجال:

اما اولاً فلان الناصبي قد صار في الاطلاقات حقيقة في غير اهل الحرب ولو كانوا هم المراد لكان الاولى التعبير عنهم بلفظهم من جهة ملاحظة التقية لكن لما اراد عليه السلام بيان الحكم الواقعي عبّر بما ترى واما قوله لا يجوز اخذ مال مسلم ولا ذمي فهو مسلّم ولكن انىّ لهم والاسلام وقد هجروا اهل بيت نبيهم المأمور بودادهم في محكم الكتاب بقوله تعالى قل لا اسئلكم عليه اجراً الا المودة في القربى فهم قد انكروا ما علم من الدين ضرورة واما اطلاق الاسلام عليهم في بعض الروايات فلضرب من التشبيه والمجاز والتفاتاً الى جانب التقية التي هي مناط هذه الاحكام.

وفي الروايات ان علي بن يقطين وهو وزير الرشيد قد اجتمع في حبسه جماعة من المخالفين وكان من خواص الشيعى فأمر غلمانه وهدموا سقف المحبس على المحبوسين فماتوا كلهم وكانوا خمسمائة رجل تقريباً فاراد الخلاص من تبعات دمائهم فأرسل الى الامام مولانا الكاظم عليه السلام فكتب عليه السلام اليه جواب كتابه بأنك لو كنت تقدمت اليّ قبل قتلهم لما كان عليك شيء من دمائهم وحيث انك لم تتقدم اليّ فكفر عن كل رجل قتلته منهم بتيس والتيس[1] خير منه فانظر الى هذه الدية الجزيلة التي لا تعادل دية اخيهم الاصغر وهو كلب الصيد فان ديته عشرون درهماً ولا دية اخيهم الاكبر وهو اليهودي او المجوسي فانها ثمانمائة درهم وحالهم في الاخرة اخسّ وانجس.

بقي الكلام في احوال جماعة يسمّون القلندرية وحالهم انهم يلبسون جلود الضأن على قلوب الذئاب كما قال عليه السلام في بيان احوالهم فأبدانهم ووجوههم مسودة وقلوبهم اشدّ سواداً، وقد تركوا الكسب وطلب المعايش المأمور بهما واقبلوا على الادبار وصاروا كلاً على الناس اينما كانوا يتكففون الارزاق من جماعة ضعيفي الابدان وقوتهم وابدانهم اشد من اغلب الناس، وحالهم في ترك العبادات خصوصاً الصلاة مشهور حتى انه ورد في امثال العوام ان شيئين لا يطرقان ابواب السموات صعوداً خبز الملاّ وصلوة القلندر ومن اقبح اعمالهم اللواط واضلال اولاد الناس من اهاليهم ليصحبونهم معهم، فهؤلاء كالصوفية بل هم اقبح افعالاً منهم.

وقد صنّف بعض العلماء ممن قارب عصرنا رسالة شبّه فيها الدنيا برجل له رأس وقلب ويدان ورجلان الى غير ذلك من الاعضاء فشبّه الملوك بأنهم راسه والعلماء بأنهم قلبه وجعل اهل كلّ صنعة عضواً من اعضائه لان كل احد تراه فله دخل في الجملة في تمشية هذا العالم ولما اتى الى جماعة القلندرية واشباههم شبّههم بشعر العانة والابطين بجامع انهم لا يدخلون في

---

(١) التيس من الغر والجمع تيوس واتياس.

تمشية هذا العالم بوجه من الوجود وان الذي يصدر منهم الاضرار بالناس فهم كالشعر المذكور اذا طال فكما ان علاج دفع الشعر في ازالته بالنورة (وغيرها) نحوها فكذا ينبغي ازالة هؤلاء من وجه الارض حسماً لمادة فسادهم وكثيراً ما رأوهم يشربون الخمر بدل الماء والانسان يحسب انه ماء وكثيراً ما يكلفون الناس بالتكاليف الشاقة بان يصعدوا على مرتفع او يقفوا الى ميدان فيطلبون (فيطلبوا خ) اشياء كثيرة من الدراهم والاقمشة والمأكولات ونحوها، ويريدون كلما طلبوا من شخص واحد، وربما بقوا على هذه الحالة سنين واعوام خذلهم الله واخزاهم واكثرهم يتعمد رواية قصيدة او نحوها في مدح امير المؤمنين او احد الائمة ﷺ ليجعلها وسيلة الى تكففه الناس وسؤالهم وايصالهم الضرر اليهم.

فان قلت قد ورد في الاخبار ان من تبسم في وجه تارك الصلوة فكأنما هدم البيت المعمور سبع مرات وكأنما قتل الف ملك من الملائكة المقربين والانبياء المرسلين ولا ايمان لمن لا صلوة له ولا حظ في الاسلام لمن لا صلوة له، ومن احرق سبعين مصحفاً وقتل سبعين نبياً، وزنا امه سبعين مرة وافتض سبعين بكراً بطريق الزنا فهو اقرب الى رحمة الله من تارك الصلوة متعمداً، ومن اعان تارك الصلوة بلقمة او كسوة فكأنما قتل سبعين نبياً، ومن أخر الصلوة عن وقتها او تركها حبس على الصراط ثمانين حقباً كل حقبة ثلثمائة وستون يوماً كل يوم كعمر الدنيا فمن اقامها اقام الدين ومن تركها فقد هدم الدين، فاذا قد روى مثل هذا فهل يباح اعطاء السائل الذي يظن او يعلم بالعادات تركه للصلوة؟

قلت هذه المسألة مشكلة والكلام فيها يحتاج الى تأمل وتفكر والذي يقتضيه ظاهر النظر هو ان الاصحاب رضوان الله عليهم قيدوا الاخبار الدالة على تكفير تارك الصلوة بتاركها عمداً مستحلاً لذلك الترك ومن ثم ترتبت هذه العقوبات على ذلك الترك ولكن الاحاديث الواردة بكون تارك الصلوة كافراً خالية من هذا القيد بل ربما دلت على خلافه.

كما رواه الصدوق قدس الله روحه عن مسعدة بن صدقة قال سأل ابو عبد الله ﷺ ما بال الزاني لا تسميه كافراً وتارك الصلوة تسميه كافراً وما الحجة في ذلك؟ فقال لان الزاني وما اشبهه انما يفعل ذلك لمكان الشهوة لانها تغلبه، وتارك الصلوة لا يتركها الا استخفافاً بها وذلك لانك لا تجد الزاني يأتي المرأة الا وهو مستلذ لاتيانه اياها قاصداً اليها وكل من ترك الصلوة قاصداً لتركها فليس يكون قصده لتركها اللذة فاذا نفيت اللذة وقع الاستخفاف واذا وقع الاستخفاف وقع الكفر، فانه لو كان المراد الاستحلال لم يبق فرق بين الزاني وبين تارك الصلوة.

وروى شيخ الطائفة نوّر الله مرقده في باب الخمس والغنائم من كتاب التهذيب بسند صحيح عن مولانا الصادق عليه السلام قال خذ مال الناصب حيث ما وجدته وادفع الينا الخمس وروى بعده بطريق حسن عن المعلّى قال خذ مال الناصب حيث وجدت وادفع الينا الخمس قال ابن ادريس (ره) الناصب المعنىّ في هذين الخبرين أهل الحرب لأنّهم ينصبون الحرب للمسلمين ، والاّ فلا يجوز أخذ مال مسلم ولا ذمّي على وجه من الوجوه إنتهى؛ وللنظر فيه مجال:

امّا أوّلاً فلأنّ الناصبي قد صار في الاطلاقات حقيقة في غير اهل الحرب، ولو كانوا هم المراد لكان الأولى التعبير عنهم بلفظهم من جهة ملاحظة التقية لكن لمّا أراد عليه السلام بيان الحكم الواقعي عبّر بما ترى ؛ وامّا قوله لا يجوز أخذ مال مسلم ولا ذمّي فهو مسلّم ولكن أنّى لهم الاسلام وقد هجروا أهل بيت نبيّهم المأمور بودادهم في محكم الكتاب: قوله تعالى قل لا أسئلكم عليه اجراً الاّ المودّة في القربى فهم قد أنكروا ما علم من الدين ضرورة وامّا إطلاق الإسلام عليهم في بعض الروايات فلضرب من التشبيه والمجاز والتفاتا الى جانب التقية الّتي هي مناط هذه الأحكام

وفي الروايات انّ عليّ بن يقطين وهو وزير الرشيد قد اجتمع في حبسه جماعة من المخالفين وكان من خواصّ الشيعة ، فأمر غلمانه وهدموا سقف المحبس على المحبوسين فماتوا كلّهم ، وكانوا خمسمأة رجل تقريباً فأراد الخلاص من تبعات دمائهم ، فأرسل الى الامام مولانا الكاظم عليه السلام فكتب عليه السلام اليه جواب كتابه بأنّك لو كنت تقدّمت الىّ قبل قتلهم لما كان عليك شيئ من دمائهم ، وحيث انّك لم تتقدّم الىّ فكفّر عن كلّ رجل قتلته منهم بتيس والتيس (١) خير منه ، فانظر الى هذه الدية الجزيلة الّتي لا تعادل دية أخيهم الأصغر وهو كلب الصيد فانّ ديته عشرون درهما ، ولا دية أخيهم الأكبر وهو اليهودي او المجوسي فانّها ثمانمأة درهم وحالهم في الآخرة أخسّ وأنجس

في الكلام في احوال جماعة يسمّون القلندريّة ؛ وحالهم أنّهم يلبسون جلود

(١) التيس من المعز والجمع تيوس واتياس

الانوار النعمانية

هذا فلا يخرج من النصب سوى المستضعفين منهم والمقلّدين والبله والنساء ونحو ذلك وهذا المعنى هو الأولى ؛ ويدلّ عليه مارواه الصدوق قدّس الله روحه في كتاب علل الشرايع باسناد معتبر عن الصادق عليه السلام قال ليس الناصب من نصب لنا أهل البيت ؛ لأنّك لاتجد رجلا يقول أنا أبغض محمداً وآل محمد؛ ولكنّ الناصب من نصب لكم وهو يعلم أنّكم تتولّونا وانّكم من شيعتنا ؛ وفي معناه أخبار كثيرة

وقد روى عن النبي صلى الله عليه وآله أنّ علامة النواصب تقديم غير علىّ عليه ؛ وهذه خاصّة شاملة لاخاصّة ، ويمكن إرجاعها ايضا الى الأوّل بأن يكون المراد تقديم غيره عليه على وجه الإعتقاد والجزم ، ليخرج المقلّدون والمستضعفون ؛ فانّ تقديمهم غيره عليه انّما نشأ من تقليد علمائهم وآبائهم وأسلافهم ؛ والاّ فليس لهم الى الإطّلاع والجزم بهذا سبيل .

ويؤيّد هذا المعنى انّ الأئمة عليهم السلام وخواصّهم أطلقوا لفظ الناصبي على ابى حنيفة وأمثاله ، مع أنّ ابا حنيفة لم يكن ممّن نصب العداوة لأهل البيت عليهم السلام بل كان له إنقطاع اليهم ؛ وكان يظهر لهم التودّد ، نعم كان يخالف آرائهم ويقول قال علىّ وانا أقول ، ومن هذا يقوى قول السيّد المرتضى وإبن ادريس قدّس الله روحيهما وبعض مشائخنا المعاصرين بنجاسة المخالفين كلّهم ، نظرا الى إطلاق الكفر والشرك عليهم في الكتاب والسنّة فيتناولهم هذا اللفظ حيث يطلق ، ولأنّك قد تحقّقت انّ أكثرهم نواصب بهذا المعنى

الثاني في جواز قتلهم وإستباحة أموالهم؛ قد عرفت انّ أكثر الأصحاب ذكروا للناصبي ذلك المعنى الخاصّ في باب الطهارات و النجاسات ، وحكمه عندهم كالكافر الحربيّ في أكثر الأحكام ؛ وأمّا على ما ذكرناه له من التفسير فيكون الحكم شاملا كما عرفت ، روى الصدوق طاب ثراه في العلل مسندا الى داود بن فرقد قال قلت لأبي عبدالله عليه السلام ما تقول في قتل الناصب؟ قال حلال الدم لكنّي أتّقي عليك ؛ فان قدرت أن تقلب عليه حائطا او تغرقه في ماء لكي لايشهد به عليك فافعل ، قلت فما ترى في ماله؟ قال خذه ما قدرت

الانوار النعمانية

جلاء العيون

سيرة رسول الله (ص) وإبنته الزهراء (ع)
والأئمة الإثني عشر (ع)

تأليف العلامة الكبير والمحدث الشهير
السيد عبد الله شبر

١ ـ ٣

الجزء الأول

دار المرتضى
بيروت

الفصل العاشر

في يوم خروجه، وكيفيته، ومدّة ملكه عليه السلام

في (الإكمال) عن الهروي، قال: «قلت للرضا عليه السلام: ما علامة القائم منكم إذا خرج؟ قال: علامته أن يكون شيخ السنّ شاب المنظر حتّى إن الناظر إليه ليحسبه ابن أربعين سنة أو دونها، وإنّ من علامته أن لا يهرم بمرور الأيّام والليالي عليه حتّى يأتي أجله».

وفي (غيبة الشيخ) عن أبي بصير، قال: «قال أبو عبد الله عليه السلام: إنّ القائم عليه السلام ينادى باسمه ليلة ثلاث وعشرين، ويقوم يوم عاشوراء يوم قُتل فيه الحسين بن عليّ عليه السلام».

وعن أبي جعفر عليه السلام، قال: «كأنّي بالقائم يوم عاشوراء يوم السبت قائماً بين الركن والمقام، بين يديه جبرئيل ينادي: البيعة لله، فيملأها عدلاً كما ملئت ظلماً وجوراً».

وعن الصادق عليه السلام، قال: «خروج القائم من المحتوم، قلت: وكيف يكون النداء؟ قال: ينادي منادٍ من السماء أوّل النهار: ألا إنّ الحق في عليّ وشيعته، ثمّ ينادي إبليس في آخر النهار: ألا إنّ الحق في عثمان وشيعته، فعند ذلك يرتاب المبطلون».

وعن محمّد بن مسلم، قال: «ينادي مناد من السماء باسم القائم، فيسمع ما بين المشرق إلى المغرب، فلا يبقى راقد إلاّ قام، ولا قائم إلا قعد، ولا قاعد إلاّ قام على رجليه من ذلك الصوت، وهو صوت جبرئيل الروح الأمين».

وعن الصادق عليه السلام، قال: «يملك القائم سبع سنين، تكون سبعين سنة من سنينكم هذه».

وعن أبي بصير عن الصادق عليه السلام، قال: «لا يخرج القائم إلاّ في وتر من السنين، سنة إحدى، أو ثلاث، أو خمس، أو سبع، أو تسع».